عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۹ | یکم تا ۸/ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/ مارچ ۲۰۱۰ء | شمارہ:۱۱

عشقِ رسول کے تقاضے

انسانی حقوق کے علمبردار یا بے گناہ انسانوں کے قاتل ؟

مناظرۂ چناب نگر

اخلاقی اقدار اور دینِ اسلام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.o
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

جے پی فنڈ کا شرعی حکم

لبنیٰ، کراچی

س:.....''آپ کے مسائل اوران کا حل'' میں بہت سے ایسے مسئلوں کے حل سامنے آئے ہیں جو ہمارے ذہنوں میں الجھن یا ایک سوال بنے رہتے تھے اور ہمیں خود سے یہ توفیق کبھی نہیں ہوتی کہ ہم کسی عالم سے رجوع کریں۔ میں آپ کی تہہ دل سے شکرگزار ہوں اور ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' اور پورا جنگ کا اسلامی صفحہ بہت دل سے اور احترام سے پڑھتی ہوں اور کسی حد تک عمل بھی کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں ایک ادارے میں ملازمت کرتی ہوں جہاں میں اپنی مرضی سے فنڈ کٹواتی ہوں، جس کا ہمارے منیجر نے کہا تھا کہ جب آپ جاب چھوڑیں گی تو آپ کو اس ٹوٹل کا ڈبل پیسہ ملے گا۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ:

۱:...جب میں ملازمت چھوڑوں گی تو اپنی وہی رقم لوں جو بطور فنڈ کٹتی رہی ہے؟

۲:...یا میں اپنی پوری رقم لے کر اس کا آدھا حصہ مستحقین میں تقسیم کرسکتی ہوں؟

۳:...اور یہ جو رقم بڑھ کر ملے گی وہ ہم پر سود تو نہیں ہوگی یا اگر وہ سود بھی ہے تو کیا میں اس رقم کو کسی غریب یا مستحق کو دے سکتی ہوں یا نہیں؟

۴:...میرے اس رقم دینے کے عمل کا مجھے کوئی ثواب نہیں چاہئے اور کوئی صدقہ خیرات کی نیت سے نہیں دوں گی صرف اس لئے کہ میں یہ رقم ادارے پر نہ چھوڑوں میرے ہاتھ میں اتنی یک مشت رقم آئے گی تو میں اسے کسی ایسی جگہ خرچ کروں جہاں کسی غریب کی عزت کا سوال ہو یا کسی غریب بچے کی تعلیم پر کام آسکے یا غریب کی بچی کی شادی میں ان پیسوں سے مدد ہوسکے یا کسی کے دوا علاج میں کام آسکے، کیونکہ ادارہ اس طرح سے کبھی نہیں کرے گا ان کا جو بچے گا ادارے کے لئے بہتری ہے۔ کیا میرا ایسا عمل اور ایسا سوچنا دین اسلام کے مطابق ٹھیک ہے؟ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے اکرام وانعامات اور کرامات سے منکر نہیں ہوں، اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اگر تھوڑا زیادہ نوازا ہے تو انہیں راہِ حق پر خرچ کرنے کی تلقین کی ہے اور اس طرح خرچ کرنے والوں کے پاس اللہ تعالیٰ کبھی کمی نہیں آنے دیتا۔

۵:...میں آفس میں نماز پڑھتی ہوں، جس وقت سب مسجد جاتے ہیں، لڑکے تو مسجد سے جلدی آجاتے ہیں اور میں نماز پڑھ رہی ہوتی ہوں اس روم میں کوئی لڑکا آتا ہے تو مجھے نماز پڑھتا دیکھ کر چلا جاتا ہے: (۱) تو اس طرح کوئی غیر محرم نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیتا ہے تو کیا یہ ٹھیک ہے؟ (۲) اس ہی وجہ سے میں سنت چھوڑ دیتی ہوں صرف فرض ادا کرتی ہوں میرا اس طرح کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

۶:... گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ کون کون سے ہیں؟ اور ان دونوں میں سے کس گناہ کی معافی ممکن ہے؟ ازروئے دین ان سوالات کی وضاحت کردیں۔

ج:.....میری بیٹی! اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ کو دنیا آخرت کی خوشیاں نصیب کرے، آپ کے سوال اور سلیقہ مندی سے طبیعت بہت ہی خوش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین و مذہب اور آخرت کے بارہ میں ایسا احساس نصیب فرمائے آمین۔ اب آپ کے سوالات کا نمبروار جواب دیا جاتا ہے: ۱ سے ۴ تک: جو ادارہ اپنے ملازمین سے زبردستی فنڈ کاٹتا ہے اور ریٹائرمنٹ کے وقت اس میں اپنی طرف سے رقم ملا کر ریٹائر ہونے والے ملازم کو دیتا ہے، وہ جائز ہے، کیونکہ وہ رقم جو ملازم کو ادارہ نے نہیں دی تھی، وہ اس کی ملک میں داخل ہی نہیں ہوئی تھی، اس لئے گویا وہ ساری رقم اپنی جانب سے ملازم کو بطور ہدیہ دے رہا ہے، لہٰذا وہ جائز ہے اور اگر ادارہ اختیار دیتا ہے کہ جو چاہے فنڈ کٹوائے اور جو چاہے نہ کٹوائے پھر اس جمع شدہ فنڈ پر اضافی رقم دیتا ہے وہ سود ہے کیونکہ ملازم کی رقم پر اضافہ کرکے دینا سود ہے، تاہم اگر کسی ملازم نے اپنے اختیار سے فنڈ کٹوایا اور اس پر ادارہ نے اضافہ کرکے دیا تو وہ ملازم اضافہ شدہ رقم خود خرچ نہ کرے بلکہ بلانیت ثواب کسی مستحق اور ضرورت مند کو دے دے۔ عین ممکن ہے کہ حرام کو استعمال نہ کرنے اور کسی مستحق کی ضرورت پوری کرنے پر اس کو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ثواب بھی دے دیں، بہرحال ثواب کی توقع نہ رکھی جائے۔

۵:...آپ اپنے آفس میں پابندی سے نماز پڑھا کریں، آپ کے نماز پڑھنے کے دوران آپ کو کوئی دیکھ لے تو آپ کی نماز پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، تاہم بیٹی! آپ حجاب لیا کریں کہ اس میں خواتین کی عزت و عصمت کا تحفظ ہے، کیونکہ حجاب خواتین کے جوہر عصمت کا پاسبان ہے۔

۶:...اگر لوگ آجائیں اور کام پر حرج ہو تو سنت چھوڑی جاسکتی ہیں، بعد میں پڑھ لی جائیں۔

۷:... گناہ کبیرہ وہ ہے جس پر قرآن و سنت میں کوئی وعید آئی یا اس کی کوئی سزا مقرر ہو، گناہ کبیرہ تو یہ ہے اور گناہ صغیرہ نیکیوں سے بھی معاف ہوسکتے ہیں۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ — یکم تا ۷/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/مارچ ۲۰۱۰ء — شمارہ:۱۱

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سودی نظام کا متبادل	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
انسانی حقوق کے علمبردار....	۷	سینیٹر علامہ خالد محمود سومرو
عشق رسول کے تقاضے	۱۰	مولانا محمد رمضان لدھیانوی
اخلاقی اقدار اور دین اسلام	۱۳	مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
مناظرہ چناب نگر	۱۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
ختم نبوت کورس پروگرام برائے طالبات	۱۹	رپورٹ: بنت فرحت اللہ
سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس	۲۱	رپورٹ: مولانا توصیف احمد
محبت رسول ایمان میں سے ہے؟	۲۳	ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
نعت شریف	۲۵	مفتی نسیم احمد فریدیؒ

زرتعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

شفاعت کا بیان

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دعوت میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا، پس دستی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی اور گوشت کا یہ حصہ آپ کو بہت مرغوب تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں سے ایک بار نوچ کر اسے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا، جانتے ہو ایسا کیوں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ تمام اوّلین و آخرین کو ایک صاف میدان میں جمع کریں گے، پس پکارنے والا ان کو آواز سنا سکے گا اور نظر ان سے آر پار ہوگی، اور آفتاب ان کے قریب ہوگا، پس لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک لاحق ہوگی کہ ان کی طاقت اور حدِ برداشت سے باہر ہوگی، پس لوگ ایک دُوسرے سے کہیں گے کہ: تم دیکھو نہیں رہے کہ تمہاری پریشانی کا کیا عالم ہے؟ کیا تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھتے جو تمہارے رَبّ کے پاس تمہاری سفارش کرے؟ لوگ ایک دُوسرے سے کہیں گے کہ (اس مقصد کے لئے) آدم علیہ السلام کے پاس جانا چاہئے، چنانچہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ: حضرت! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ میں اپنی (طرف سے) رُوح ڈالی، اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم فرمایا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ اپنے رَبّ کے پاس ہماری سفارش کیجئے! آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں، آپ دیکھتے نہیں کہ ہمیں کیسی پریشانی لاحق ہے؟ یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ: آج میرا رَبّ ایسا غضب ناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسا غضب ناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضب ناک ہوگا، اور اس نے مجھے درخت سے منع کیا تھا لیکن میں اس کا یہ حکم پورا نہیں کرسکا، نفسی! نفسی! تم کسی اور کے پاس جاؤ، تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، ان سے عرض کریں گے کہ: آپ پہلے رسول ہیں جو اہلِ زمین کی طرف بھیجے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ''شکرگزار بندہ'' رکھا ہے، آپ اپنے رَبّ کے پاس ہماری سفارش کیجئے! آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں، آپ دیکھتے نہیں کہ ہمیں کیسی پریشانی لاحق ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ: میرا رَبّ آج ایسا غضب ناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسا غضب ناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضب ناک ہوگا، اور میرے لئے ایک مخصوص دُعا تھی جو میں نے اپنی قوم پر بددُعا کرکے پوری کرلی۔ نفسی! نفسی! نفسی! تم کسی دُوسرے کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ: آپ اہلِ زمین پر اللہ کے نبی اور اس کے خلیل تھے، آپ اپنے رَبّ کے پاس ہماری سفارش کیجئے! آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ: میرا رَبّ آج ایسا غضب ناک ہے کہ نہ کبھی آج سے پہلے ایسا غضب ناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضب ناک ہوگا، اور میں نے تین باتوں میں توریہ کیا تھا - ابوحیان راوی نے حدیث میں ان تین باتوں کا ذکر کیا ہے - نفسی! نفسی! نفسی! تم کسی اور کے پاس جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، ان سے عرض کریں گے کہ: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پیغامات اور بلاواسطہ کلام کے ساتھ لوگوں پر فضیلت دی تھی، آپ اپنے رَبّ کے پاس ہماری سفارش کیجئے! آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ وہ فرمائیں گے کہ: آج میرا رَبّ ایسا غضب ناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسا غضب ناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضب ناک ہوگا، اور میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کردیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں ہوا تھا، نفسی! نفسی! تم لوگ کسی دُوسرے کے پاس جاؤ، تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ: آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کلمۃ اللہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف ڈالا تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (خرقِ عادت کے طور پر) آئی ہوئی رُوح ہیں، اور آپ نے گہوارے میں باتیں کی تھیں، آپ اپنے رَبّ کے پاس ہماری سفارش کیجئے! آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ وہ فرمائیں گے کہ: میرا رَبّ آج ایسا غضب ناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسا غضب ناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضب ناک ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا کوئی قصور ذکر نہیں کریں گے، نفسی! نفسی! تم لوگ کسی دُوسرے کے پاس جاؤ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اور ایک روایت میں ہے کہ میرے پاس) آئیں گے، پس کہیں گے کہ: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب اگلے پچھلے قصور معاف کردئیے ہیں، آپ اپنے رَبّ کے پاس ہماری سفارش کیجئے! آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ چنانچہ میں (سفارش کے لئے) چلوں گا، پس عرش کے نیچے پہنچ کر اپنے رَبّ کے سامنے سجدے میں گرجاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثنا کے وہ مضامین کھولیں گے جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولے ہوں گے۔ پھر فرمایا جائے گا کہ: اے محمد! سر اُٹھائیے، مانگئے جو مانگنا چاہتے ہیں آپ کو عطا کیا جائے گا، اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت سنی جائے گی۔ پس میں سجدے سے سر اُٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے رَبّ میری اُمت! اے رَبّ میری اُمت! اے رَبّ میری اُمت! پس حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرمائیں گے کہ: اے محمد! اپنی اُمت کے ان لوگوں کو جن کے ذمے حساب نہیں، جنت کے دائیں دروازے سے داخل کیجئے اور یہ لوگ دُوسرے دروازوں کے ساتھ شریک ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! جنت کے دروازوں میں سے ہر ایک دروازے کے دو کواڑوں کے درمیان فاصلہ اتنا ہے جتنا کہ مکہ اور ہجر اور مکہ اور بُصریٰ کے درمیان کا فاصلہ ہے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۶)

(جاری ہے)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

سودی نظام کا متبادل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

اللہ تعالیٰ نے جہاں سودی نظام کو ممنوع قرار دیا ہے، وہاں اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اس کے متبادل جائز نظام کی طرف راہ نمائی بھی فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو:

''الذین یأکلون الربٰوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطٰن من المس، ذٰلک بانہم قالوا انما البیع مثل الربٰوا، واحل اللہ البیع و حرم الربٰوا فمن جاء ہ موعظۃ من ربہ فانتہٰی فلہ ماسلف.....'' (البقرہ:۲۷۵)

ترجمہ:...... ''جولوگ کھاتے ہیں سود نہیں اٹھیں گے قیامت کے دن مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیے ہوں جن نے لپٹ کر، یہ حالت ان کی اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسے ہی ہے جیسا سود لینا، حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو، پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے واسطے ہے جو پہلے ہو چکا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سود کے متبادل نظام کی بھی نشاندہی فرمادی ہے اور وہ ہے حلال طریقہ پر بیع وشرا اور خرید وفروخت کا نظام۔

ا:...... رہی یہ بات کہ سود کو کیوں حرام قرار دیا گیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دولت چند افراد اور خاندانوں میں مرتکز ہو جاتی ہے، جس سے امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے، اور یہ بات کسی دلیل و برہان کی محتاج نہیں بلکہ دو اور دو چار کی طرح نہایت آسان اور عام فہم ہے۔

مثلاً: اگر ایک غریب آدمی کسی مال دار کے پاس جا کر اپنی بے بسی اور بے کسی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس سے قرض مانگے اور مال دار اس کی مدد کرنے یا قرض حسنہ دینے کے بجائے یہ کہے کہ میں تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں، مگر اس شرط پر کہ تمہیں قرض پر ماہانہ یا سالانہ اتنا، اتنا فیصد اضافی رقم دینا ہوگی، مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق، غریب نے قرض لے لیا، اب ایک طرف مال دار کا سرمایہ محفوظ ہو گیا اور دوسری طرف اس کو اس پر ماہانہ یا سالانہ اضافہ بشکل سود بھی ملنا شروع ہو گیا، یوں امیر، امیر تر ہونا شروع ہو گیا، دوسری طرف غریب مقروض زندگی بھر کما، کما کر سود خور قرض خواہ کو دیتا رہے گا، یوں وہ غریب سے غریب تر ہوتا چلا جائے گا۔ کیا دنیا بھر میں جاری موجودہ بینکاری نظام اور سود کا گیج اسی طرح کا نہیں؟

اس کے مقابلہ میں اسلام نے مسلمانوں کو اس کی تلقین فرمائی ہے کہ:

''وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیرلکم ان کنتم تعلمون۔'' (البقرہ:۲۸۰)

ترجمہ:...... ''اگر... تمہارا مقروض... تنگدست ہے تو اس کو کشائش ہونے تک مہلت دینی چاہئے اور بخش دو... قرضہ معاف کردو... تو بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو سمجھ ہو۔''

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس کی تعلیم دی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو قرض کی ضرورت ہو اور اسے قرض دے دیا جائے تو اس قرض کا ثواب صدقہ سے بھی زیادہ ہے، دوسرے یہ کہ جتنا قرض دیا جائے اتنا ہی واپس لیا جائے، اگر اس پر اضافہ کا مطالبہ کیا گیا تو وہ سود ہوگا، بلکہ مقروض سے قرض کے عوض کسی بھی قسم کا نفع حاصل کرنا بھی سود اور ربا کے زمرہ میں آئے گا۔

۲:......اب آیئے! اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ ربا اور سود کی کون کون سی شکلیں ہیں؟ اس کی تمام تفصیلات قرآن، حدیث اور فقہ میں وضاحت کے ساتھ بیان کردی گئی ہیں۔ مثلاً: جو چیزیں ناپ کر یا تول کر فروخت کی جاتی ہیں، جب ان کا تبادلہ ان کی جنس کے ساتھ کیا جائے تو ضروری ہے کہ دونوں چیزیں برابر، برابر ہوں اور یہ معاملہ دست بدست کیا جائے۔ اس میں ادھار بھی اور کمی بیشی بھی ناجائز ہے، چنانچہ اگر گیہوں کا تبادلہ گیہوں کے ساتھ کیا جائے تو دونوں باتیں ناجائز ہوں گی، یعنی کمی بیشی بھی ناجائز اور ادھار بھی ناجائز اور اگر گیہوں کا تبادلہ مثلاً جو کے ساتھ کیا جائے تو کمی بیشی جائز ہے، مگر ادھار ناجائز ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں بطور اصول ان چھ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے جن کو برابر، برابر اور دست بدست فروخت کیا جائے، اگر ان کے آپس کے تبادلہ کے وقت کمی بیشی کی گئی یا ادھار کیا گیا تو ناجائز ہوگا، وہ حدیث شریف یہ ہے کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور نمک۔ فرمایا کہ جب سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے فروخت کیا جائے تو برابر ہونا چاہئے اور ایک ہاتھ سے لے اور دوسرے ہاتھ سے دے، کمی بیشی سود ہے۔“ (مشکوٰۃ ص:۲۴۴)

چونکہ بینکوں میں بھی نقد رقم یا چیک دے کر اس کے بدلے میں نقد رقم پر اضافہ وصول کیا جاتا ہے، اس لئے سود اور ناجائز ہے۔

۳:......دراصل اسلام میں غریبوں، کمزوروں اور پسے ہوئے افراد کے مفادات اور ان کی حیثیت و استعداد کو پیش نظر رکھ کر احکام مرتب کئے گئے ہیں، اس لئے بیع وشرا اور خرید و فروخت کی ان تمام شکلوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس میں غریب کا استحصال ہوتا ہو۔ دیکھا جائے تو سودی نظام کی ممانعت میں بھی اسی استحصال کے خاتمہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ اسلام دشمن، یہود و نصاریٰ نے اللہ کے حرام کردہ سود اور ربا کے طریقہ کار کو اپنا کر اس پر اتنا محنت کی ہے کہ اس کو پرکشش اور جاذب نظر بنا دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سود خور سے اعلان جنگ فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

”یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وذروا مابقی من الربوٰا ان کنتم مومنین، فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ، وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لاتظلمون ولا تظلمون۔“ (البقرہ:۲۷۹)

ترجمہ:......”اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود، اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا، پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کو اور اگر توبہ کرتے ہو، تو تمہارے واسطے ہے اصل مال تمہارا، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر۔“

۴:......جس طرح ہوا و ہوس پرستوں نے زنا، چوری، ڈکیتی، بدکاری، عیاشی، فحاشی، بدمعاشی میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین کو چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریت کا ساتھ دیا ہے، ٹھیک اسی طرح یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ نظام تجارت و معیشت کو چھوڑ کر ابنائے شیطان نے سود اور ربا کو اختیار کیا ہے، جس طرح ہوس پرستوں کو زنا کاری، بدکاری، چوری، ڈکیتی اور قتل و غارت گری اچھی لگتی ہے، ٹھیک اسی طرح انہیں سود اور ربا بھی اچھا اور پرکشش معلوم ہوتا ہے، جس طرح وہاں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام نے اس کا متبادل نہیں دیا؟ اسی طرح یہاں بھی نہیں کہا جاسکتا، جس طرح وہاں متبادل نظام کے ہوتے ہوئے ہوا پرست بدکاری و بدکرداری کی طرف راغب ہیں ٹھیک اسی طرح یہاں بھی متبادل نظام ہونے کے باوجود بیمار نفوس اسی شیطانی نظام کی طرف جاتے ہیں۔

صرف اسی پر بس نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سود کی اخروی ہلاکت آفرینی کے علاوہ اس کے دنیاوی نقصانات سے بھی آگاہ فرمایا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

”یمحق اللّٰہ الربوٰا ویربی الصدقات۔“ (البقرہ:۲۷۵)......مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو......اس قدر وضاحت سے سود کی قباحت و شناعت اور اس کے دنیاوی و اخروی نقصانات کو بیان کرنے کے باوجود بھی کوئی بدبخت سود کو اپناتا ہے تو بتلایا جائے کہ اس میں اسلام اور نظام اسلام کا قصور ہے؟ یا ان کا جو اس میں ملوث ہوتے ہیں؟

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

انسانی حقوق کے علمبردار یا بے گناہ انسانوں کے قاتل؟

پیر ڈاکٹر خالد محمود سومرو

گزشتہ دنوں امریکا نے پاکستان، ایران، سعودی عرب، سوڈان، شام، افغانستان، عراق، لبنان، لیبیا، یمن، صومالیہ، نائیجیریا، الجیریا اور کیوبا کے باشندوں کے امریکی ایئرپورٹوں پر ان کو برہنہ کرکے ان کی جامہ تلاشی لینے اور ان کے ایکسریز نکالنے کے بعد ان کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دینے کے احکامات جاری کئے ہیں۔

سینیٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاسوں میں پاکستان کے ارکان پارلیمنٹ نے امریکا کی جانب سے عائد کردہ ان ذلت آمیز احکامات کی سخت مذمت کی ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ امریکی حکومت سے کہا جائے کہ یہ احکامات ناقابل قبول اور انتہائی توہین آمیز ہیں، اس لئے امریکا اپنے ان احکامات کو واپس لے اور اگر امریکا اپنے ان احکامات کو واپس نہ لے تو حکومت پاکستان بھی امریکیوں کے لئے اس قسم کے اقدامات کا اعلان کرے کہ آج کے بعد جو بھی امریکی پاکستان آئے گا اس کی بھی اسی طرح جامہ تلاشی لی جائے گی اور احتجاج کے طور پر کوئی بھی پاکستانی وزیر یا افسر اس وقت تک امریکا نہ جائے جب تک امریکا اپنے یہ احکامات واپس نہ لے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ امریکا کی جانب سے شروع کردہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ جو کہ حقیقت میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جنگ ہے، اس نام نہاد جنگ میں پاکستان نے اربوں، کھربوں کا اپنا نقصان کیا، ہزاروں جوان بھی شہید کرائے، امریکا کو خوش اور راضی رکھنے کے لئے اپنے شہروں کو بھی برباد کرایا، اپنے ہم وطنوں کو بھی تہ تیغ کیا، امریکا کو فوجی اڈے بھی دیئے، ہر قسم کی سہولیات بھی فراہم کیں، اس کے باوجود امریکا کی جانب سے پاکستانیوں کی تذلیل اور توہین کے احکامات صادر ہورہے ہیں اور امریکا کی جانب سے ڈومور (یعنی ابھی آپ نے تھوڑے لوگ مارے ہیں، مزید بے گناہوں کو مارو) کا مطالبہ ہورہا ہے۔ حکومت پاکستان سوچے کہ امریکا کی غلامی سے پاکستان کو کیا حاصل ہوا؟

قرآن مقدس میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ: ”یہ یہودی اور عیسائی اس وقت تک تم سے راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم اپنا دین اسلام چھوڑ کر ان کے دین کو قبول نہیں کرو گے۔“

ابھی حال ہی میں پاکستان کی بے گناہ بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں امریکا کے ایماندار، عدل و انصاف کے علمبردار اور ہیومن رائٹس کے چیمپئن جج صاحبان کا فیصلہ بھی آپ حضرات کی نظروں سے گزرا ہوگا، ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ بندوق اٹھا کر امریکا کے ساتھ جنگ شروع کردیں، بلکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ آپ امریکا کے ناجائز احکامات کو نہ مانیں، چند ڈالروں کے عوض قومی غیرت کو نیلام نہ کریں، اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔

اللہ رب العزت نے مملکت خداداد پاکستان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، بہت سارے ممالک میں آپ کو اتنے وسائل نظر نہیں آئیں گے، جتنے اللہ رب العزت نے ہمیں دیئے ہیں۔ تیل، گیس کے ذخائر، کوئلے کے ذخائر، معدنیات کے ذخائر، سونے اور چاندی کے ذخائر، دریا، سمندر، بہترین نہری نظام، آباد زمینیں، سرسبز اور شاداب چراگاہیں، ہر قسم کی فصلیں، اناج، پھل فروٹ، جھیلیں، آبشاریں، خوبصورت پہاڑ، عظیم الشان وادیاں وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے حکمران اگر ایمان داری کے ساتھ اپنے وسائل کو بروئے کار لائیں، کشکول اٹھانے کے بجائے سادگی اور کفایت شعاری کو اپنائیں، بھیک مانگنا چھوڑ دیں، کاسۂ گداگری کو سمندر میں پھینک دیں، عیاشیاں چھوڑ دیں، اپنے ہم وطنوں کو رعایتیں دیں، بلکہ صنعت کاروں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھیں، تو تھوڑے ہی عرصے میں ملک کی کایا کو پلٹا جاسکتا ہے اور ہم خیرات لینے کے بجائے خیراتیں دینے والے بن سکتے ہیں، لیکن اس کے لئے ہمت، جرأت، استقامت اور توکل علی اللہ کی اشد ضرورت ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

امریکا نے ہمارے اوپر جو پابندیاں لگائی ہیں

اور اپنے ایئرپورٹوں پر پاکستانیوں سمیت جن چودہ ممالک کے باشندوں کی سخت ترین چیکنگ کے جو احکامات جاری کئے ہیں، میرے خیال میں اس کے دو سبب ہوسکتے ہیں، ایک یہ کہ ان ممالک میں جنگی جنون زیادہ ہے اور دوسرا یہ کہ شاید ان ممالک میں جرائم کی شرح سب سے زیادہ ہے۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مذکورہ بالا دونوں اسباب کے بارے میں کچھ حقائق آپ کے سامنے رکھوں تاکہ آپ خود فیصلہ کرسکیں کہ جنگی جنون مسلمانوں میں زیادہ ہے یا کفار میں؟ اور جرائم کی شرح کن ممالک میں زیادہ ہے؟ مسلمان ممالک میں یا کافروں کے ملکوں میں؟ میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا میں کوئی بھی ملک جنگی جنون کے حوالے سے امریکا کا مقابلہ نہیں کرسکتا، ویسے تو دوسرے کفار کے ممالک بھی اس حوالے سے کچھ کم نہیں۔

امریکا آج سے نہیں بلکہ ۱۹۵۲۔۵۱ء سے ایسی مذموم حرکتیں کررہا ہے، جس سے اس کا بھیانک چہرہ کھل کر سامنے آرہا ہے، شروع سے امریکا کے عزائم استعماری اور توسیع پسندانہ رہے ہیں۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۳ء تک کورین وار میں امریکا نے تین لاکھ ۲۶ ہزار ۸۶۳ فوجی بھجوائے، جن میں سے ۳۶ ہزار ۵۴۳ مارے گئے، اس جنگ پر امریکا نے ۳۲۰ ارب ڈالر خرچ کئے اور اس جنگ میں ۱۵ لاکھ انسان قتل کئے گئے۔

ویت نام وار میں ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۳ء تک امریکا نے پانچ لاکھ ۴۹ ہزار فوجی بھجوائے، ان میں سے ۴۸ ہزار ۲۰۹ فوجی مارے گئے، اس جنگ پر امریکا ۶۸۶ ارب ڈالر خرچ کئے اور اس جنگ میں ۱۳ لاکھ انسانوں کو قتل کیا گیا۔

۹۰۔۱۹۹۱ء میں فرسٹ گلف وار میں امریکا نے چھ لاکھ ۹۷ ہزار ۵۰۰ فوجی بھجوائے، جن میں سے ۳۸۲ مارے گئے، اس جنگ پر امریکا نے ۹۶ ارب ڈالر خرچ کئے، ۲۰۰۳ء میں دوسری گلف وار میں امریکا نے پہلی مرتبہ ایک لاکھ ۱۵ ہزار فوجی بھجوائے اور دوسری مرتبہ ۲۰۰۹ء میں اڑھائی لاکھ فوجی بھجوائے، جن میں سے ۴۳۴۷ فوجی مارے گئے، اس جنگ پر امریکا نے ۶۴۸ ارب ڈالر خرچ کئے اور گلف وار میں مجموعی طور پر تقریباً ایک لاکھ انسانوں کو قتل کیا گیا۔

اس کے بعد افغانستان میں ۲۰۰۱ء میں امریکا نے ۷۱ ہزار فوجی بھجوائے اور ۱۷۱ ارب ڈالر خرچ کئے اور اس کے بعد مزید ۳۰ ہزار فوجی بھجوائے اور ۳۰ ارب ڈالر کا خرچ کیا۔ افغانستان میں ۱۹۷۹ء سے لے کر اب تک یعنی روس کی جانب سے مسلط کردہ جنگ سے لے کر اب امریکا کی جانب سے لڑی جانے والی جنگ تک مجموعی طور پر دس لاکھ سے زائد انسانوں کو لقمہ اجل بنایا گیا ہے، جبکہ لاکھوں لوگ اب تک اپنے گھروں سے محروم ہیں اور دربدری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

ویسے بھی اگر آپ کفار کی تاریخ کھولیں گے تو آپ ان کی درندگی دیکھ کر لرز جائیں گے، یہ لوگ جو اپنے آپ کو انسانی حقوق کا چیمپئن کہلواتے ہیں، اگر آپ ان کے کرتوت دیکھیں گے تو یہ آپ کو وحشی درندے نظر آئیں گے۔ یہ اسلام کے دشمن، انسانی ذات کے دشمن، امن وامان کے دشمن اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی، انسانی حقوق کے علمبردار نہیں بلکہ یہ مظلوم انسانوں کے قاتل ہیں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ فرانس میں جب جمہوریت کے نام پر انقلاب برپا کیا گیا تو اس موقع پر ۶۲ لاکھ لوگوں کو قتل کیا گیا تھا، ۱۹۱۴ء کی خطرناک جنگ عظیم میں جب یورپین ممالک کا جرمنی کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا تو اس جنگ میں روس کے ۱۷ لاکھ، فرانس کے ۱۳ لاکھ ۷۰ ہزار، اٹلی کے ۴ لاکھ ۲۰ ہزار، آسٹریلیا کے ۸ لاکھ، برطانیہ کے ۷ لاکھ ۲۰ ہزار، بلغاریہ کے ایک لاکھ، رومانیہ کے ایک لاکھ اور امریکا کے ۵۰ ہزار انسان قتل ہوئے تھے، مجموعی طور پر اس جنگ عظیم میں ۳۷ لاکھ اور ۳۸ ہزار لوگ قتل ہوئے تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے موقع پر بھی کفار نے اربوں کھربوں ڈالر اور پونڈ جنگ پر خرچ کئے تھے، دوسری جنگ عظیم میں روس کے ۷۵ لاکھ ۵۰ ہزار، امریکا کے ۳ لاکھ، برطانیہ کے ۱۵ لاکھ ۵۰ ہزار، اٹلی کے ۱۳ لاکھ، چین کے ۲۲ لاکھ اور جاپان کے ۱۵ لاکھ انسان مارے گئے تھے، ان تمام انسانوں کی مجموعی تعداد ایک کروڑ ۶ لاکھ بنتی ہے، جب کہ لاکھوں لوگ ان جنگوں کی وجہ سے معذور اور اپاہج بن گئے۔

پاکستان کو ایٹمی طاقت کی حیثیت سے برداشت نہ کرنے والے امریکا نے جنگ عظیم دوم کے موقع پر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر ۲ لاکھ ۷۵ ہزار بے گناہ انسانوں کو لقمہ اجل بنایا تھا، امریکا نے ان شہروں پر ۱۲ ہزار ٹن وزنی بم برسا کر شہری آبادیوں کو بھسم کیا تھا۔

یہ حقائق ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا جنگی جنون میں کافر ممالک کا اور خاص طور پر امریکا کا، دنیا کا دوسرا کوئی ملک مقابلہ کرسکتا ہے؟ امریکیوں کی خواہش ہے کہ ساری دنیا ان کی نوکری کرے وہ واحد سپر پاور کی حیثیت سے سب کو لتاڑے، کوئی اس کی حکم عدولی نہ کرے، پوری دنیا کے انسان اس کی چوکھٹ پر جھکتے رہیں۔

جنگی جنون کے علاوہ دیگر جرائم کے حوالے سے بھی کافر ممالک سب سے آگے ہیں، مجموعی جرائم کے حوالے سے ٹاپ کرنے والے سرفہرست دس ممالک میں آئس لینڈ، سویڈن، نیوزی لینڈ، گرینیڈا، ناروے، برطانیہ، ڈنمارک، فن لینڈ، اسکاٹ لینڈ اور کینیڈا شامل ہیں، جن ممالک میں خودکشیاں زیادہ ہورہی ہیں، ان میں نوزی لینڈ، فن لینڈ، سوئٹزرلینڈ،

کینیڈا، آسٹریا، آسٹریلیا، امریکا، بیلجیئم، فرانس اور سوئیڈن سرفہرست ہیں، جن ممالک میں قتل زیادہ ہورہے ہیں ان میں انڈیا، روس، کولمبیا، ساؤتھ افریقا، امریکا، میکسیکو، وینزویلا، فن لینڈ، تھائی لینڈ اور یوکرائن ٹاپ پر ہیں، جن ممالک میں منشیات کا کاروبار زوروں پر ہے، ان میں: جرمنی، برطانیہ، کینیڈا، ساؤتھ افریقا، سوئزرلینڈ، بیلجیئم، سوئیڈن، اٹلی، پولینڈ اور جاپان سرفہرست ہیں۔

مذکورہ بالا حقائق جو آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ یہ بین الاقوامی ڈیٹا سے لئے گئے ہیں، جن کو ترتیب دینے والے مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔ ان حقائق سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں کافروں کے ملک بدامنی، قتل و غارت گری، افراتفری کے حوالے سے سب سے آگے ہیں، لیکن ان ممالک کی میڈیا اپنے ممالک کے گناہوں کو چھپاتی ہے اور بین الاقوامی سطح پر ان ممالک کی جو تصویر پیش کی جاتی ہے، اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان ممالک میں کوئی گڑ بڑ نہیں ہوتی اور ان ممالک میں شاید سارے فرشتے رہتے ہیں، عوام الناس کو یہ حقیقت معلوم ہونی چاہئے کہ کفار ایک دوسرے کے دوست ہیں اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں، ان سے خیر کی توقع رکھنا فضول ہے۔

اگر ہمیں یہ ممالک کوئی امداد دیتے ہیں تو اس امداد کے پیچھے بھی ان کے اپنے مقاصد ہوتے ہیں، ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ اللہ کی ذات پر بھروسہ کریں، کافروں کی چوکھٹ پر جھکنے کے بجائے اللہ رب العزت کے دروازے پر جھکیں، اللہ سے مدد مانگیں، ہماری میڈیا کو چاہئے کہ وہ کفار کے گیت گانے اور ان کے راگ الاپنے کے بجائے اللہ اور اللہ کے رسول کے پیغام کو عام کریں، ہمارے دانشوروں کو چاہئے کہ وہ مغرب کی تقلید کے بجائے قوم کو غیرت کا سبق پڑھائیں، ہماری عدلیہ کو چاہئے کہ وہ قرآن و سنت کے مطابق فیصلے صادر کرے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے، ہماری پارلیمنٹ کو چاہئے کہ وہ ایسی قانون سازی کرے جس کے نتیجے میں امت میں وحدت پیدا ہو اور قانون کی حکمرانی ہو، ہمارے افسران کو چاہئے کہ وہ رشوت اور ناجائز سفارش کے بجائے ایمان دارانہ انداز میں کام کریں، ہمارے منتخب نمائندوں کو چاہئے کہ وہ میرٹ کا قتل عام رکوائیں، حق داروں کو ان کا حق دلوائیں اور غریب مسکین، بے بس اور بے کس لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کروائیں، ہماری فوج کو چاہئے کہ وہ اپنے موٹو پر عمل کرنے کی کوشش کرے، ساری دنیا کو پتہ ہے کہ پاک فوج کا موٹو ہے ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ۔

اگر ہماری قوم بے ایمانی کو چھوڑ کر ایمان داری کا راستہ اختیار کرے، شیطان کی اطاعت کو چھوڑ کر تقویٰ اور پرہیز گاری اور خوف خدا کو اپنائے اور بزدلی اور بے غیرتی کی چادر کو پھینک کر جہاد فی سبیل اللہ کے فلسفہ پر عمل کرے تو ہم آج بھی دنیا میں باعزت مقام حاصل کر سکتے ہیں، ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود ہماری ذلت اور غلامانہ ذہنیت سمجھ سے بالا تر ہے، ہماری قوم کو چاہئے کہ وہ مخلص اور منافق میں، دوست اور دشمن میں، اپنے اور پرائے میں، اللہ کے بندوں اور شیطان کے بندوں میں فرق کرے اور وقت آنے پر ایمان دار قیادت کو آگے لائے۔

اللہ رب العزت ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ پاک ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے اور ہمارے ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

براس ٹیک نامی تھنک ٹینک کا سربراہ تقریر ادھوری چھوڑ کر فرار

اسلامی یونیورسٹی کے طلبا نے زید حامد سے یوسف کذاب سے تعلق کے بارے میں پوچھا تھا

اسلام آباد (سیف اللہ خالد) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں طلبا کے سوالات پر مشتعل ہو کر براس ٹیک نامی تھنک ٹینک کے سربراہ زید حامد تقریر ادھوری چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یوسف کذاب کے متعلق زید حامد تسلی بخش جواب نہیں دے سکا۔ تفصیلات کے مطابق بدھ کو اسلامی یونیورسٹی کے بلاک اے میں سیمینار ہو رہا تھا جس میں اس وقت صورت حال کشیدہ ہوگئی جب براس ٹیک نامی تھنک ٹینک کے سربراہ زید حامد نے خطاب شروع کیا اور کہا کہ لوگ کل قائد اعظم کو کافر کہتے تھے، آج مجھے کافر کہتے ہیں اس پر حاضرین میں سے ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ اگر آپ خود کو مسلمان سمجھتے ہیں تو اس سوال کا جواب دیں کہ یوسف کذاب کے نظریات کے حوالے سے آپ کی رائے کیا ہے اور آپ کا اس سے کیا تعلق ہے؟ زید حامد نے اس کا جواب دینے کے بجائے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ مولویوں کی عادت ہے کہ لوگوں کو کافر کہتے ہیں، جو کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے، اس پر طلبا کی اکثریت نے کھڑے ہو کر مطالبہ شروع کر دیا کہ وہ یوسف کذاب سے اپنے تعلق کی وضاحت کرے، اس پر زید حامد کے بعض حامی طلبا نے سوال کرنے والے طلبا پر چلانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے، زید حامد اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اسٹیج سے چھلانگ لگا کر فرار ہو گیا، بعد ازاں زید حامد سے رابطہ کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کا فون بند ملا، اس کے ترجمان عمار سے رابطہ کرنے کی کوشش کی گئی تو عمار نے کہا کہ: ''میرا زید حامد سے کوئی تعلق نہیں، میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا'' لیکن بعد ازاں عمار نے جو اس کے تھنک ٹینک ''براس ٹیک'' میں بھی ملازم ہے خود ہی نمائندہ امت سمیت بہت سے لوگوں کو بالواسطہ طور پر زید حامد سے ملاقات کرنے کی دعوت دی۔

(روزنامہ امت کراچی، ۲۵/فروری ۲۰۱۰ء)

عشق رسول کے تقاضے

مولانا محمد رمضان لدھیانوی

عشق و محبت کے لفظ دنیا والوں کے لئے نئے نہیں ہیں اور دنیا کے مختلف ادیان وقبائل میں عشق و محبت کی رنگا رنگ داستانیں موجود ہیں، لیکن اسلام کی زریں تاریخ میں عشق رسول ﷺ ایک ایسا تاریخی اور حیرت انگیز عنوان ہے کہ جس کے تحت سینکڑوں، ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ بے شماران گنت ایسے حقائق وواقعات ہیں کہ جن کی نظیر پیش کرنے سے زمانہ عاجز ہے۔

یہ ایسی شخصیت کی محبت کے تذکرے ہیں کہ جس کے دلکش اخلاق و کردار پر نظر ڈالتے ہی اپنے پرائے فرط عقیدت سے سردھنے لگتے ہیں، جس کا تذکرہ بڑے فخر سے اپنی مجالس میں کرتے ہیں اور چالیس سال تک جس کو صادق وامین کہتے نہیں تھکتے، لیکن جب توحید کا آوازہ حق بلند ہوا تو کئی نامور سورماؤں کو اپنی ”حکومت“ کی چولیں ہلتی محسوس ہوئیں اور ان کی پتھرائی ہوئی آنکھیں حسد اور انتقام کی آگ اگلنے لگیں تب سعید روحوں اور روشن ضمیر انسانوں کے قافلے جرأت مردانہ سے آگے بڑھے اور اپنا سب کچھ محبوب کے قدموں پہ قربان کرنے کے ایسے ”عملی نعرے“ لگائے کہ جس سے عرب وعجم کی فضائیں گونج اٹھیں، یہ نعرے محض کھوکھلے الفاظ نہیں تھے جانبازی اور جاں نثاری کے وہ حیران کن مناظر تھے جو آج بھی تاریخ کے سینے پر سرخ و تازہ نظر آتے ہیں۔

عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صف اول ایسے محبین پر مشتمل ہے، جنہوں نے اپنے محبوب کی ہر ایک ادا، ہر ایک حکم اور منشاء پر اس طرح اور فوری عمل کیا کہ اس سے بہتر کا تصور ہی مشکل ہے، اس لئے کہ محبت رسول کا مظہر اطاعت رسول ہے، اگر دعویٰ محبت ہو اور اطاعت مفقود ہو تو دعویٰ کی سچائی پر حرف آتا ہے، ایک شاعر کہتا ہے:

لو کان حبک صادقا لا طعته
ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ: ”اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا، کیونکہ محب ہمیشہ اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے۔“

امت محمدیہ کا کوئی فرد محبت، اطاعت اور اتباع سنت میں صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا، ان حضرات نے محبت کو اپنے دل ودماغ میں بسا کر اتباع سنت کو اس قدر مضبوطی سے اپنایا کہ کفریہ طاقتیں بھاگنے پر مجبور ہوگئیں اور بزعم خود وقت کی سپر طاقتیں ہاتھ جوڑ کر جزیہ پیش کرتی نظر آئیں۔

لیکن جب ہم نے اتباع سنت کو چھوڑا اور صرف عشق رسولؐ کے کھوکھلے نعرے لگائے تب سے پٹ رہے ہیں، ذلیل ہو رہے ہیں۔

اگر ہم اپنی عظمت رفتہ کی بحالی چاہتے ہیں اور یقیناً چاہتے ہیں تو آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور اتباع سنت کو اپنانا پڑے گا اور آج سے ہم سب کو ایک نئے عزم اور ولولے سے یہ عہد کرنا ہوگا کہ ہم سچے عاشق بنیں گے اور کوئی بھی عمل خلاف سنت نہیں کریں گے۔

ذیل میں صحابہ کرامؓ کی اپنے محبوب سے سچی محبت اور اطاعت واتباع رسولؐ کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں، جن سے ان شاء اللہ ایمان تازہ ہوجائے گا اور عمل کا جذبہ بیدار ہوگا۔

محبت ہو تو کیسی ہو؟

☆...... حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں (صحابہؓ) کی محبت رسول ﷺ کے ساتھ کیسی تھی؟ فرمایا: اللہ کی قسم! آپ کی ذات گرامی ہمارے نزدیک ہمارے اموال، اولاد، ماں، باپ اور پیاسے کے لئے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب تھی۔ (الشفاء،۲/۲۲)

☆...... حضرت نافعؒ فرماتے ہیں: ”اگر تم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار یعنی سنتوں کا اتباع کرتے ہوئے دیکھتے تو تم کہا اٹھتے ”ہذا مجنون“ یہ آدمی مجنون ہے۔ (مستدرک حاکم ۱۴/۴۹۱)

☆...... خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے پیارے بیٹے! اگر تم سے یہ ہوسکے کہ تم صبح و شام اس حال میں کرو کہ دل میں کسی کے لئے بھی کھوٹ نہ رہے تو کر گزرو، کیونکہ یہ چیز (ہر قسم کی

کدورت سے سینہ پاک رکھنا) میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی تو گویا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (الشفاء،۲/۵۲،مصر)

حکم نبوی ہو تو باپ کو بھی ماردوں

☆...... جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت طلحہؓ بن البراءؓ آپؐ سے ملنے گئے، فرط عقیدت سے آپؐ کے جسد اطہر سے لپٹ گئے اور ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک چومنے لگے پھر جوش محبت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ جو چاہیں حکم دیجئے میں کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور آپ نے فرمایا: جاؤ اپنے باپ کو قتل کردو.... اتنا سننا تھا کہ فوراً تعمیل حکم کے لئے چل پڑے.... آپؐ نے حاضرین سے فرمایا: اس محب صادق کو آواز دو، جب واپس لوٹے تو آپؐ نے فرمایا: میں قطع رحمی کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں (یہ تو محض تمہارا امتحان تھا، جس میں تم کامیاب رہے)۔ (اسد الغابہ،۲/۴۱۱)

خطرات کے باوجود تعمیل حکم

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سرکردگی میں شام کی طرف ایک لشکر روانہ کیا جو ابھی مقام جرف میں ہی پہنچا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت کی خبر پہنچی اور وہ لشکر وہیں ٹھہر گیا، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا، اب سوال یہ تھا کہ اس لشکر کو اسی مہم پر جانے دیا جائے یا پہلے مرتدین کی سرکوبی کی جائے؟ جو صورت حال پیدا ہوگئی تھی، بہت سے صحابہ کرامؓ اس سے گھبرائے ہوئے تھے، انہوں نے تو منتخب خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا: اب یہی مسلمان ہیں جو آپ کے سامنے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ عرب میں کیا حال ہے؟ اس لئے مناسب نہیں کہ آپ اس وقت مسلمانوں کو الگ الگ کردیں، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ وقت کے دریا میں ان ابھرنے والے امواج حوادث سے کب سراسیمہ ہوسکتے تھے، ان کے نزدیک سب سے پہلا کام جو کرنے کا تھا اور ضروری بھی تھا وہ یہی ہوسکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جو مہم روانہ فرما گئے تھے وہ تکمیل کو پہنچے اور ادھوری نہ رہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر مدینہ اس طرح خالی ہوجائے کہ میں اکیلا رہ جاؤں اور درندے مجھ کو بھنبھوڑ کھائیں، میں اس وقت بھی اسامہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس مہم پر ضرور روانہ کروں گا، یہ قطعی فیصلہ معلوم ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نے انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس لشکر میں سن رسیدہ اور تجربہ کار صحابہؓ شامل ہیں جبکہ اسامہ تو جوان ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ امیر لشکر کسی معمر آدمی کو بنادیجئے، حضرت ابوبکرؓ یہ سنتے ہی غصہ میں قابو سے باہر ہوگئے اور فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسامہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور اب تم کہتے ہو کہ میں ان کو معزول کردوں؟ حضرت عمرؓ واپس گئے اور ان لوگوں سے اظہار ناراضگی کیا، جن کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ سے یہ باتیں سننا پڑیں، بہرحال آپ نے اس لشکر کو روانہ کردیا۔ (سیدنا صدیق اکبرؓ ص:۱۳۳، طبقات ابن سعد،۴/۶۷)

اتباع سنت

☆...... حضرت عمر بن الخطابؓ نے حجر اسود سے (خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: قسم بخدا! بے شک میں بخوبی جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے، تو (از خود کسی کو) کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع، اگر یہ چیز میں نے نہ دیکھی ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

نبی ﷺ کی یاد

نبی ﷺ کی یاد ہی سے روح مومن شاد ہوتی ہے
نبی ﷺ کے ذکر ہی سے بزم دل آباد ہوتی ہے
نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے
ہم ایسے خود غرض عشاق ہیں جو اپنے آقاؐ کی
اطاعت بھول جاتے ہیں، شفاعت یاد ہوتی ہے
عموماً مسخ ہوجاتی ہے عقل و فہم انسانی
جب اندھی پیروی آباؤاجداد ہوتی ہے
وہیں تعمیر ہوتی ہیں عمارات عمل اے دوست
جہاں عشق نبوی ﷺ ایمان کی بنیاد ہوتی ہے
جسے ہم اصطلاح شاعری میں نعت کہتے ہیں
حقیقت میں دل بیتاب کی روداد ہوتی ہے
میں جب اشعار کہنے بیٹھتا ہوں مدح آقاؐ کے
تو میری شاعری کی غیب سے امداد ہوتی ہے

شاہین اقبال اثر

وسلم نے تجھے بوسہ دیا ہے تو تجھے بوسہ نہ دیتا، اس کے بعد بوسہ لیا۔ (صحیح بخاری، ۱/۲۱۸)

☆...... حضرت سلمہ بن اکوعؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اپنی نصف پنڈلیوں تک چادر پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے صاحب یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر (لنگی) اسی طرح نصف پنڈلیوں تک تھی۔ (شمائل ترمذی، ص: ۵۸۲)

☆...... حضرت یسارؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ثابتؒ بنانی کے ساتھ جا رہا تھا، ان کا گزر بچوں پر ہوا تو آپ نے انہیں سلام کیا، پھر حضرت ثابتؒ نے فرمایا: میں حضرت انسؓ کے ساتھ تھا، آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا، پھر حضرت انسؓ نے فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ کا گزر چند بچوں پر ہوا تو آپ نے انہیں سلام کیا۔ (صحیح مسلم، ۲۰۲۲)

تعمیل ارشاد

☆...... ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ مسجد کی طرف آرہے تھے، ابھی مسجد میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے سامنے کھڑے کسی شخص کے متعلق فرمایا: اس کو بٹھادو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اگرچہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے لئے نہیں تھا، لیکن اس کے باوجود جوں ہی ان کے کان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز پڑی تو فوراً مسجد کے باہر ہی راستے میں بیٹھ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو ان کے اس جذبہ اطاعت کو دیکھتے ہوئے دعا دی، اللہ تعالیٰ تمہاری، اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی حرص میں مزید اضافہ فرمائے۔ (اصابہ، ۴/۶۶، سیر اعلام النبلاء، ۱/۲۳۲)

اطاعت رسول

☆...... حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہؓ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، ان دنوں فضیخ نامی شراب کا بہت رواج تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو اس بات کے اعلان کا حکم دیا کہ شراب حرام ہوگئی ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہ سنتے ہی حضرت ابوطلحہؓ نے مجھ سے کہا: باہر جاکر اس شراب کو بہادو، چنانچہ میں نے باہر گلی میں شراب بہادی اور اس اعلان نبوی کے بعد شراب مدینہ منورہ کی گلیوں میں بہہ رہی تھی (یعنی سب نے نفع نقصان سے صرف نظر کرتے ہوئے فوراً شراب کو بہادیا)۔ (صحیح بخاری، ۱/۳۳۳)

☆...... حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بانسری اور گانے کی آواز سنی تو فوراً اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں رکھ لیں اور اس راستے سے دور ہٹ گئے اور مجھ سے فرمایا: اے نافع! کیا تمہیں کوئی آواز سنائی دیتی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں... تو آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے اٹھالیں اور فرمایا: میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ نے اسی طرح کی آواز سنی تو اسی طرح انگلیاں کانوں میں رکھ لیں۔ (ابوداؤد، ۲/۳۱۸)

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایک سونے کی انگوٹھی پہن کر جہنم کی آگ کا انگارا بننا چاہتا ہے؟ بعد ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اسے کہا گیا، اپنی انگوٹھی اٹھا کر اس سے نفع حاصل کرو، مگر اس سچے عاشق نے کہا:

''لا! واللہ لا اخذہ ابداً وقد طرحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

ترجمہ: ''نہیں، قسم بخدا! میں اس انگوٹھی کو کبھی بھی نہیں اٹھاؤں گا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہے۔'' (صحیح مسلم، ۲/۱۹۵)

وصیت پر عمل

☆...... حضرت جابر بن سلیمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپؐ سے عرض کیا: مجھے کوئی وصیت فرمادیجئے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''کسی کو بھی گالی ہرگز نہ دینا'' حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: ''فما سببت بعدہ حراً ولا عبداً ولا بعیراً ولا شاۃ''... کہ اس کے بعد میں نے کبھی کسی آزاد آدمی کو گالی دی نہ غلام کو حتیٰ کہ اونٹ کو اور نہ بکری کو... (ابوداؤد، ۲/۵۶۴)

☆...... ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ سے ارشاد فرمایا: ''کبھی کسی سے سوال نہ کرنا'' حضرت ثوبانؓ نے اس فرمان مقدس کا اس حد تک پاس کیا کہ عمر بھر کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا، حتیٰ کہ اگر سواری پر بیٹھے ہوئے کوڑا ہاتھ سے گر جاتا تو خود اتر کر اٹھالیتے، مگر کسی کو اٹھا کر پکڑانے کو نہ کہتے۔ (مسند احمد بن حنبل، ۵/۲۷۷)

پسندیدہ کھانا

☆...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی، جو اس نے بڑی چاہت و محبت سے تیار کیا تھا، میں بھی آپ کے ہمراہ گیا، اس درزی نے کھانے میں جو کی روٹی اور ایسا شوربہ پیش کیا، جس میں کدو اور گوشت ملا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیالے میں کدو کو ڈھونڈ کر تناول فرمارہے ہیں، پس اس دن کے بعد میں بھی ہمیشہ کدو پسند کرنے لگا۔ (ابوداؤد، ۲/۵۳۰)

اللہ کریم سب کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

اخلاقی اقدار اور دینِ اسلام

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

انسانی زندگی کا امتیاز دراصل ان اخلاقی قدروں سے ہے جن کی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا گیا اور فرشتوں کے مقابل میں بھی اسے عالی مقام بتایا گیا، آپ تھوڑی دیر کے لئے اپنی زندگی کو اخلاق کے اس بے مثال جوہر سے الگ کر دیجئے اور دیکھئے کہ آپ میں اور عام جانور میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے؟ فرض کیجئے کہ آپ لوگوں کی عزت پر حملہ کرنے لگیں اور ان کے جان و مال کے لئے خطرہ بن جائیں اور لوگ آپ سے ڈرنے اور بھاگنے لگیں تو آپ کو دنیا کن الفاظ سے یاد کرے گی اور آپ میں اور ایک بلند اخلاق انسان میں کیا نسبت باقی رہ جائے گی؟

اخلاقی قدروں ہی کے طفیل انسان ایک عظیم شخصیت بنتا ہے اور عظمت و بلندی کا تاج اس کے سر پر جلوہ آرا ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جس ذات نے انسان کو پیدا کیا ہے اسی نے اخلاقی قدروں کو بھی انسانیت کی سربلندی کا زیور بنا کر نازل کیا ہے اور انسان روزِ اول سے اخلاقی قدروں کے ساتھ وابستہ ہے اور دونوں میں لازم و ملزوم کا رشتہ ہے، نبی اسلام کا امتیازی وصف سب سے بڑی آسمانی کتاب قرآن میں بتایا گیا ہے کہ:

”اے نبی! آپ اخلاق کے عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہیں۔“

انسان پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ وہ اپنے مقام سے واقف نہیں تھا، اخلاق کی روشنی سے وہ محروم تھا، اس میں اور جنگل کے درندوں میں کوئی فرق نہ تھا، طاقتور انسان کمزور انسان کا خون بہاتا تھا، اس کی عزت، اس کی جان، اس کا مال ہر چیز کی وہ بے حرمتی کرتا تھا، بالکل اسی طرح جس طرح جنگل کا بڑا جانور چھوٹے کو کھا جاتا ہے اور طاقتور کمزور کو دبا دیتا اور مار ڈالتا ہے لیکن زندگی کا یہ طریقہ بالکل غیر فطری تھا اور زیادہ دنوں تک اس کا برقرار رہنا قانونِ فطرت کے خلاف تھا۔

یہیں سے اخلاقی قدروں کا دور شروع ہوا، انسان کی عظمت دوبالا ہوئی، انسانیت کو سربلندی نصیب ہوئی اور چھوٹے کے ساتھ بڑے کو شفقت کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا، چھوٹے کو بڑے کے ساتھ عزت و تعظیم کا معاملہ کرنے کو کہا گیا، انسانوں کے باہمی حقوق کا تعین کیا گیا، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے الگ الگ حقوق بتائے گئے، والدین کے حقوق اولاد پر اور اولاد کے حقوق والدین پر، بیوی کا شوہر پر اور شوہر کا بیوی پر، پڑوسی کے حقوق پڑوسی پر، دوست کا حق دوست پر، گھر کے اندر کی زندگی میں حقوق کی حدیں مقرر ہوئیں، باہر کی زندگی میں معاملات کی تفصیلات واضح کی گئیں، اس کے ساتھ زبان کی برائیوں، دل کی بدگمانیوں، نظر کی کوتاہیوں اور دورنگی کی مصیبتوں سے آشنا کیا گیا، جھوٹ، غیبت، حسد، بدگمانی، دل کے کھوٹ اور دوسروں کو حقیر سمجھنے اور غرور و گھمنڈ کی لعنتوں سے روکا گیا۔

نبی اسلام نے ۲۳ سال تک محنت کرنے اور زندگی و سماج کی بُرائیوں کا خاتمہ کر دینے کے بعد ایک نمونہ کی سوسائٹی قائم فرما کر دنیا کو اخلاقی قدروں کی اہمیت سے آشنا کر دیا تھا، لیکن انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو عظیم الشان تقریر فرمائی اس میں بار بار ان اخلاقی قدروں پر کاربند رہنے اور ان کو زندگی میں نافذ کرنے پر زور دیا:

”اے لوگو! جس طرح آج کے دن کی، اس مہینہ اور اس شہر کی عزت کرتے ہو، اسی طرح ایک دوسرے کے جان و مال کی عزت کرو اور اس کو اپنے اوپر حرام سمجھو، دوسروں پر ظلم نہ کرو، خبردار! میرے بعد تم لوگ سچائی کے راستے سے بھٹک نہ جانا، آپس میں خون خرابہ نہ کرنا، عورتوں کے ساتھ شفقت و نرمی سے پیش آنا، غلاموں سے اچھا سلوک کرنا، غذا و لباس میں ان کے ساتھ کسی قسم کی تفریق نہ برتنا، ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا، اے لوگو! جو کام کرو سچے دل سے کرو، آپس میں خیر خواہی کا جذبہ رکھو اور اتحاد کی ر[illegible]

ہرگز نہ بھٹکو“

دیکھنے میں تو یہ ایک مختصری نصیحت ہے لیکن اس میں اخلاقی تعلیمات کا ایک سمندر موجزن ہے اور دنیا نے بار بار تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ ان اخلاقی تعلیمات میں زندگی کی خوشیوں اور دنیا میں امن و خوشحالی کا راز مضمر ہے، جب بھی انسانوں نے ان تعلیمات کو سینے سے لگایا اور اندر و باہر کی زندگی میں انفرادی و اجتماعی میدانوں میں ان پر عمل درآمد شروع ہوا تو انسانی معاشرہ امن و خوشحالی کی نعمتوں سے سرفراز ہوا، آدم کی اولاد نے سکون و مسرت کی عظیم وسعتوں میں زندگی بسر کی اور دنیا کو جنت نشان بنایا۔

اخلاقی قدریں جب بھی انسانی زندگی پر اثر انداز ہوئیں اور انسانوں نے اخلاقی اصولوں کو اغراض اور ذاتی مفاد پر مقدم رکھا، اس وقت ایک نمونے کا معاشرہ وجود میں آیا یا کم از کم اس معاشرہ کے افراد کو زندگی میں امن و استحکام نصیب ہوا، اگر آج کے معاشرے میں بھی ہم اپنے آپ کو بھول کر دوسروں کو یاد رکھیں یا بالفاظ دیگر کچھ باتوں کو بھول کر کچھ باتوں کو یاد رکھیں تو بڑی حد تک معاشرہ اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اور زندگی میں بے چینی اور بے یقینی کی کیفیت کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اگر ہم بھول جائیں کہ ہمارا حق دوسروں پر کتنا ہے اور ہم کس حد تک دوسروں کے احترام و تعظیم کے مستحق ہیں اور ہمیں یہ یاد رہے کہ دوسروں کے کتنے حقوق ہمارے اوپر عائد ہوتے ہیں تو نمونے کی سوسائٹی قائم کرنے میں ہم بہت بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

عمر کی بڑائی، علم و فضل کی بلندی، آباؤ اجداد کی عزت اور خاندان کی عظمت و اہمیت کو بھول کر اگر ہم یاد رکھیں کہ تکبر انسان کو ذلیل کرتا ہے، خاندان اور اپنے بزرگوں کی عظمت پر بھروسہ کرنے والا انسان بھی کامیابی کی منزل تک نہیں پہنچ پاتا، تو سماج کی اکثر برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے، اسی طرح اگر ہم یہ بھول جائیں کہ: ”ہم بہت کچھ ہیں اور یہ یاد رکھیں کہ ہم کچھ نہیں تھے“ تو بہت سے انفرادی اور اجتماعی خرابیاں معاشرہ کے اندر سے دور ہو سکتی ہیں۔

ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ حسد ایک لعنت ہے، ظلم ایک گھناؤنی شکل ہے طاقت اور برتری کی، غیبت معاشرہ کا سب سے بڑا روگ ہے، اسی کے ساتھ ہم کو برائیوں کے ختم کرنے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو بھی یاد رکھنا چاہئے تا کہ ظلم کو ہر قیمت پر روک سکیں، جھوٹ پر ہر حال میں پابندی لگا سکیں، حسد، غیبت، بدزبانی، سخت خوئی اور دورنگی کی پالیسی کو ہر طرح سے مٹا سکیں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ پڑوسی کا ہمارے اوپر کیا حق ہے؟ اگر وہ کمزور ہے تو اسے تقویت پہنچانے کے لئے ہم کو کس طرح کے کردار کا مظاہرہ کرنا ہوگا، اگر وہ غریب ہے تو اس کی کس طرح مدد کرنی ہوگی، اگر وہ بیمار ہے تو ہم کو اس کی کتنی فکر کی ضرورت ہوگی، اگر وہ مصیبت زدہ ہے تو اس کی مصیبت میں کس طرح ہاتھ بٹانا ہوگا اور اگر وہ طاقت ور اور مال دار ہے تو ہمیں کس طرح اس سے معاملہ کرنا ضروری ہوگا، اسی طرح ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اپنی ذاتی مصروفیات اور مادی مشاغل سے وقت نکال کر ہم اپنے خدا کی طرف بھی متوجہ ہوں اور اس کے حقوق کو ادا کرنے کے لئے اپنی جان اور اپنے مال کی کسی حد تک قربانی دیں، ہمیں نہ بھولنا چاہئے کہ اس کی دی ہوئی دولت میں اس کے کمزور اور غریب بندوں کا بھی حق ہے اور اس کی بخشی ہوئی صحت و طاقت سے کمزوروں کو سہارا دینے اور اس کی راہ میں کچھ کھپنے اور وقت نکالنے کی بھی ذمہ داری ہم پر ہے۔

اگر حقیقت بین نظروں سے آج کے بگڑے ہوئے معاشرہ کا جائزہ لیا جائے تو اس بگاڑ کا اصل سبب ہم کو یہی نظر آئے گا کہ اخلاقیات کے فطری عمل کو ہم نے روک دیا ہے اور ان قدروں کو جو زندگی کو امن و خوشحالی کی ضمانت دیتی ہیں، ہم نے اغراض و مفاد کے محدود دائرے میں محصور کر دیا ہے، جہاں ہماری اپنی غرض ہو اور اپنا مفاد پیش نظر ہو وہاں ہم دوسروں کو ان اخلاقی قدروں کا سختی سے پابند دیکھنا چاہتے ہیں اور جب دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ان پر خود عمل درآمد کا وقت آئے تو ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم کہاں تک حسن اخلاق کے پابند ہیں اور زندگی میں کس حد تک اخلاقی قدروں کو نافذ کرتے ہیں؟ ☆......☆

سانحہ ارتحال

کراچی.... مجاہد ختم نبوت حافظ محمد نعیم شموزی کے والد حاجی بخت بیدار کا یکم فروری ۲۰۱۰ء بروز پیر انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے جنازہ میں مذہبی، سیاسی راہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ حاجی بخت بیدار کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ انسان کے دنیا میں جن کے ساتھ تعلقات ہوں، دنیا میں جس فکر و عقیدہ سے تعلق ہو تو قیامت کے دن انہی لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا، حاجی بخت بیدار کا تعلق الحمدللہ! علماء حق کے ساتھ تھا اور انسان کو جس حالت میں موت آتی ہے اسی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ حاجی بخت بیدار مرحوم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے انتقال کر گئے۔ روزانہ دس پارے تلاوت کیا کرتے تھے، انشاءاللہ قیامت کے دن قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے قبر سے اٹھایا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالکریم عابد، قاری شیر افضل خان، مفتی سلیم شاہ، محمد فیض الحق، مولانا عبدالقادر، مولانا محمود الحسن، مولانا زین الدین، حاجی ادریس، مولانا عبیدالرحمن و دیگر سینکڑوں علماء کرام نے تعزیتی اجلاس میں شرکت کی۔

مناظرہ چناب نگر

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۳۰/ستمبر۱۹۸۲ءتقریباً صبح دس بجے کے قریب راقم (اللہ وسایا) اپنے دفتر مسلم کالونی چناب نگر میں بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا کہ سامنے ایک سفید ریش، پگڑی باندھے، سفید کپڑے پہنے، سائیکل پر معمر آدمی آیا، اس کی وضع قطع دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ یہ شخص قادیانی ہے۔

اس نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے اٹھ کر خیر مقدم کیا، ان کا سائیکل لے کر سائے میں رکھا، وہ دفتر کے کمرہ میں تشریف لائے، ان کے لئے میں نے سفید چادر بچھانا چاہی، اصرار سے انہوں نے روک دیا، بیٹھ گئے، خیر خیریت کے بعد وہ گویا ہوئے کہ مجھے روشن دین کہتے ہیں، میں کوئٹہ میں جماعت احمدیہ کا مربی رہا ہوں، عرصے سے میں جماعت کے لئے تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہوں، اب میری ڈیوٹی خلیفہ کے پرائیویٹ سیکریٹری کے دفتر میں لگ گئی ہے، ربوہ (چناب نگر) میں سیر و سیاحت کے ارادے سے نکلا تھا، آپ کے لئے یہ مٹھائی لایا ہوں، قبول فرمائیں، آپ سے مجھے مل کر خوشی ہوئی۔ راقم نے بھی جواباً ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا، ان کی زحمت فرمائی پر دل ونگاہ بچھا دیے، مگر مٹھائی لینے پر معذرت کی، انہوں نے اصرار کیا تو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنی جماعت کے اصول وضوابط کے پابند ہیں، میں اپنی جماعت کے اصول وضوابط کا پابند ہوں، میری جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کی ربوہ (چناب نگر) کے محاذ پر کام کرنے والے مبلغین و کارکنوں کو ہدایت ہے کہ وہ آپ حضرات کا کوئی تحفہ، ہدیہ قبول نہ کریں، اس پر وہ گویا ہوئے:

روشن دین قادیانی: مولانا آپ کے یہاں پر کھانے کا کیا انتظام ہے؟

راقم: ہمارے مدرسہ ختم نبوت میں جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں، مجلس تحفظ ختم نبوت نے لنگر قائم کیا ہوا ہے، باورچی ہے جو اساتذہ، مبلغین، طالب علموں ومہمانوں کا کھانا صبح وشام تیار کرتا ہے، جملہ مصارف مجلس خود برداشت کرتی ہے۔

روشن دین قادیانی: مولانا یہاں ربوہ (چناب نگر) میں ہماری جماعت نے کھانا کھلانے کے لئے وسیع لنگر کا انتظام کیا ہوا ہے، آپ مسافر ہیں، ضرورت ہو تو وہاں سے آپ کھانے کی تکلیف کرلیا کریں۔

راقم: مکرم! آپ بزرگ سفید ریش ہیں، میرے قابل احترام ہیں، آپ ایسی بات نہ کریں جس سے مجھے تکلیف پہنچے، میں نے عرض کیا ہے کہ نہ صرف میرے بلکہ جملہ مبلغین، مدرسین، طلبا اور مہمانوں کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت نے لنگر کا یہاں پر انتظام کر رکھا ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کسی کے دروازہ پر جانے کی؟ اگر آپ بُرا نہ منائیں تو آپ پہلے آدمی ہیں جن کو یہ جرأت ہوئی ہے جو مرزائیوں کے لنگر سے کھانے کی ہمیں دعوت دے رہا ہے، آپ میرے جذبات کا خیال رکھیں، ایسی گفتگو نہ فرمائیں جس سے تلخی ہو۔

روشن دین قادیانی: مولانا ایک ہوتے ہیں عقائد، ایک ہوتے ہیں معاملات، آپ کا ہمارا عقائد کا اختلاف ہے، معاملات میں تو باہمی پیار ومحبت کا مظاہرہ ہونا چاہئے، اس لئے میں اپنے موقف پر قائم ہوں۔

راقم: مکرمی! میں نہیں چاہتا کہ آپ اس تلخ موضوع کو چھیڑیں، آپ میری درخواست کے علی الرغم اگر مصر ہیں تو سنئے کہ مجھے آپ حضرات کے عقائد ومعاملات دونوں سے اختلاف ہے اور یہ ہو بھی سکتا ہے کوئی ایسی بعید بات نہیں بلکہ بسا اوقات عقیدہ میں متفق ومتحد ہوتے ہوئے بھی انسان معاملات میں مختلف ہوسکتا ہے، جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہم عقیدہ وہم مشرب خواجہ کمال الدین، سرور شاہ، مولوی محمد علی تھے، تینوں مرزا قادیانی کے مرید باصفا تھے مگر مرزا قادیانی کے معاملات پر ان کو نہ صرف اختلاف تھا بلکہ وہ شاکی تھے کہ چندہ کی رقم جو لنگر کے لئے جاتی ہے، مرزا کی بیوی اس سے زیورات بنواتی ہے۔ (کشف اختلاف از سرور شاہ قادیانی، ص:۱۳،۱۴)

یہ گفتگو قادیانی جماعت کے لٹریچر میں موجود ہے، آپ انکار نہیں کریں گے، اگر انکار فرمائیں تو حوالہ میرے ذمہ، تو میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک

آدمی عقیدہ میں متحد، معاملات میں مختلف ہو سکتا ہے جبکہ میری پوزیشن یہ ہے کہ عقیدہ و معاملات میں مجھے آپ حضرات کے رویہ پر اعتراض ہے۔

روشن دین قادیانی: مولانا آپ نے خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی کے مرزا قادیانی کی ذات پر اعتراض کا ذکر کیا تو دیکھئے عیسائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض کرتے ہیں۔

راقم: جناب مکرم! آپ تمام گفتگو میں یہ خیال رکھیں کہ حضور علیہ السلام اور مرزا غلام احمد قادیانی کا تقابل نہ کریں، میں اسے سوء ادبی سمجھتا ہوں، اس کا بطور خاص خیال رکھئے گا۔

نمبر۲... جہاں تک اعتراض کا تعلق ہے تو عیسائی حضور علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو آپ کے جاں نثار تھے، وہ تو اعتراض نہیں کرتے مگر یہاں تو الٹی گنگا ہے کہ: مرزا غلام احمد قادیانی پر کوئی مسلمان یا عیسائی فریق نہیں بلکہ اس کے اپنے جاں نثار، فدا کار معترض ہیں کہ ان کی زندگی فقر و فاقہ کی نہیں، شاہانہ، عیاشانہ ہے تو آپ عیسائیوں اور مولوی محمد علی، خواجہ کمال الدین کو ایک لاٹھی سے کیوں ہانک رہے ہیں؟

روشن دین قادیانی: مولانا اچھا آپ کی مرضی، نہ کھائیں کھانا ہمارے لنگر سے۔

راقم: میں نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ آپ اس موضوع کو نہ چھیڑیں۔

راقم: کوئی گفتگو علمی ہونی چاہئے۔

روشن دین قادیانی: ٹھیک ہے ضرور میرا خیال بھی یہی ہے۔

راقم: خیال نہیں بلکہ پروگرام و مقصد آمد بھی یہی ہے۔

روشن دین قادیانی: جس کو آپ ٹھیک کہتے ہوں گے تو گفتگو میں قرآن مجید سے حوالہ جات پیش ہوں۔

راقم: مکرمی! مجھے خوشی ہے مگر آپ اتنا ارشاد فرمائیں کہ جس طرح قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ہمارے لئے قابل قبول علی الرأس والعین، مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب تحریرات آپ کے لئے قابل قبول ہونی چاہئیں۔ قرآن مجید و احادیث سے آپ مجھے ملزم کریں، مرزا قادیانی کی تحریرات سے میں آپ کو ملزم کروں گا، آپ مرزا قادیانی کی کتب سے جان نہ چھڑائیں، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان میرے لئے سر آنکھوں پر، مرزا قادیانی کی کتب آپ کے لئے۔

روشن دین قادیانی: مولانا صرف قرآن مجید، آپ یوں سمجھئے کہ میں صرف قرآن مجید کو ہی مانتا ہوں۔

راقم: مجھے انتہائی خوشی ہوگی، میں قرآن مجید سے ہزار بار آپ سے گفتگو کروں گا، مگر آپ لکھ دیں کہ میں مرزا قادیانی کی تحریرات کو نہیں مانتا، یا ان کی تحریرات غلط ہیں تاکہ صرف قرآن مجید سے گفتگو ہو سکے۔

نوٹ: یاد رہے اس موقع پر موجود ایک ساتھی نے کہہ دیا کہ جناب مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام ص:۶۷ خزائن ج:۳ ص:۱۴۰ میں کہا کہ: ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' قرآن مجید نصف کے قریب صفحے کے دائیں جانب لکھا ہوا ہے، وہ کہاں ہے؟ قرآن مجید میں لاتا ہوں، آپ روشن دین صاحب مجھے نکال دیں؟

روشن دین مرزائی: وہ تو کشف یا خواب کی بات ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

راقم: تو جناب روشن دین صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کا ذہنی طور پر مستقبل بھی روشن کرے، آپ یہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی کا کشف صحیح تھا یا غلط؟ اگر صحیح تھا تو قرآن مجید حاضر ہے، آپ: ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' نکال کر دکھا دیں یا اعتراف کریں کہ مرزا قادیانی کے کشف کا حقیقت سے تعلق نہیں جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا مگر یہ لکھ بھی دیں۔

روشن دین مرزائی: چھوڑیئے اگر آپ بحث علمی نہیں کرنا چاہتے تو میں چلتا ہوں۔

راقم: جناب کیوں؟ اتنی خوشی و تمناؤں سے آئے، اتنی جلدی بھاگم بھاگ، آپ تشریف رکھیں اگر آپ کو یہ گفتگو پسند نہیں تو جو آپ کی پسند۔

روشن دین قادیانی: دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

راقم: معاف رکھیں، میں آپ کی بات درمیان سے کاٹ رہا ہوں، کیا کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شان میں بڑھ سکتا ہے؟

روشن دین قادیانی: توبہ توبہ، معاذ اللہ، یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

راقم: تو ان شعروں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے، قادیان میں

(اخبار بدر قادیان، نمبر۴۳، ج:۲، ص:۱۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ان اشعار میں اکمل قادیانی نے مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ اور شان میں بڑھ کر کہا ہے، کیا اس سے حضور علیہ السلام کی توہین نہیں ہوئی؟ آپ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شان میں کوئی نہیں بڑھ سکتا، مگر آپ کی جماعت کا شاعر کہتا ہے کہ غلام احمد، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے تو آپ صحیح کہتے ہیں یا آپ کی جماعت کا اکمل قادیانی؟ ایک صحیح، ایک غلط، صحیح کون ہے غلط کون، فیصلہ فرمائیں؟

روشن دین قادیانی: مولانا! آپ تو محض اعتراض کرتے ہیں، ہماری جماعت کے دوسرے سربراہ جناب بشیر الدین محمود احمد نے صاف کہا ہے کہ

یہ شعر غلط ہیں، ان سے واقعتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا پہلو نکلتا ہے، یہ غلط ہے، ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ (احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک، ص:۲۰۸)

راقم: جناب دیکھئے کہ بشیر الدین محمود صاحب نے تو کہا کہ یہ شعر غلط ہیں مگر اکمل شاعر کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حضور میں نے یہ شعر پڑھے، مرزا قادیانی نے تحسین کی، مجھے جزاک اللہ کہا، ان شعروں کو جو خوبصورت قطعہ کی شکل میں لکھے ہوئے تھے، وہ گھر میں لے گئے۔

(الفضل قادیان، ۲۲/اگست ۱۹۴۴ء، ج:۳۲، نمبر ۱۹۶، ص:۴)

بیٹا بشیر الدین کہے شعر غلط، باپ غلام احمد کہے جزاک اللہ اور کرے تحسین، تو اب آپ فرمائیں کہ باپ غلط یا بیٹا غلط؟ کون صحیح، کون غلط؟ ایک شاعر، ایک شعر، اس کی باپ کرے تحسین، بیٹا کرے تغلیط، تو صحیح کون غلط کون؟ وضاحت فرمایئے۔

روشن دین قادیانی: مولانا! آپ حوالہ دیں کہ مرزا قادیانی نے کہاں تحسین کی ہے۔

راقم: فقیر ہزار بار حوالہ دکھانے کا پابند ہے مگر آپ لکھ کر دے دیں کہ اگر حوالہ دکھا دوں تو آپ باپ بیٹے میں سے کس کو صحیح اور کس کو غلط فرمائیں گے۔

روشن دین قادیانی: دیکھئے مولانا آپ حوالہ دکھائیں تو سہی۔

راقم: جناب فقیر حوالہ کا پابند ہے مگر آپ کا رد عمل کیا ہوگا؟ وہ لکھوا دیں۔

روشن دین قادیانی: مولانا حوالہ ہے نہیں۔

راقم: بالکل صحیح، اگر حوالہ نہ دکھا سکوں تو میری سزا تجویز کر دیں، میں اس پر دستخط کر دیتا ہوں، سزا تجویز کرنے کا بھی آپ کو اختیار دیتا ہوں، اگر حوالہ دکھا دوں آپ بشیر الدین اور غلام احمد سے کس کو غلط، کس کو صحیح فرمائیں گے؟ وہ آپ لکھ دیں۔

وہ لکھنے پر قطعاً آمادہ نہ ہوئے، ہزار جتن کئے مگر وہ نہ مانا، گدی کھجلائے، سر ہلائے، ہاتھ پاؤں مارے، ناک بھوں چڑھائے مگر حوالے دیکھنے کے بعد ردعمل کیا ہوگا کی تحریر پر آمادہ نہ ہوا۔ فقیر کی آواز قدرتاً بلند ہے، آہستہ آہستہ گفتگو بھی دور تک سنائی دیتی ہے، اگر یہ کڑاکم تڑاک آواز خوبی ہے تو قدرت کا عطیہ، اگر عیب ہے تو فہو منی، میری آواز سن کر حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب ظفر بھی اپنے گھر سے آگئے، راقم نے پوری تفصیل عرض کی، مولانا نے ازراہ انصاف مکرم روشن دین صاحب سے فرمایا کہ بات صحیح ہے، حوالہ نہ دکھا سکیں تو مولانا کی سزا اور اگر دکھا دیں تو آپ کا رد عمل تحریر ہو جائے مگر وہ صاحب نہ مانے، گم صم بیٹھے رہے، راقم کا جب اصرار ہوا تو وہ بولے۔

روشن دین قادیانی: دیکھئے ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق...

راقم: میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود نہ کہیں اور نہ ہی علیہ السلام۔

روشن دین قادیانی: تنگ نظری کی انتہا ہے، میرا عقیدہ ہے، آپ کیوں روکتے ہیں؟

راقم: میری تنگ نظری نہیں، آپ کا بھلا اسی میں ہے۔

روشن دین قادیانی: تو مجھے اپنے عقیدہ کا برملا اظہار کرنے دیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود تھے۔

راقم: جناب اگر آپ کو اپنے عقیدہ کے اظہار کا حق حاصل ہے تو کیا آپ مجھے بھی میرے عقیدہ کے اظہار کا حق دیتے ہیں؟

روشن دین قادیانی: بالکل! کیوں نہیں۔

راقم: میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ الفاظ کہوں مگر آپ نے مجبور کر دیا تو آپ کے نزدیک مرزا قادیانی مسیح موعود، میرے نزدیک دجال، آپ کے نزدیک مرزا قادیانی علیہ السلام میرے نزدیک مستحق لعنت و نفرین ہیں، اب آپ اپنے عقیدہ کا اظہار کریں، میں اپنے عقیدہ کا، اب آپ کو ناگوار نہ گزرے، دونوں اپنے اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے رہیں، میں یہ نہیں چاہتا تھا، یہ آپ نے مجبوراً مجھ سے کہلوایا ہے۔

روشن دین قادیانی: جو کسی پر لعنت کرے وہ کہنے والے پر پڑتی ہے۔

راقم: مجھے آپ کا یہ اصول بھی قابل قبول، میں نے کہا ایک مرتبہ لعنت، مرزا قادیانی نے لکھا ہزار بار لفظ لعنت، لعنت لعنت لعنت کی گردان (نور الحق ص:۱۵۸ تا ۱۶۲ خزائن ج:۸، ص: ایضاً) تو وہ ہزار بار لعنت، ناراض نہ ہوں یہ شخصیت پر اعتراض نہیں، اس کی تحریر موجود ہے وہ اپنی تحریر کی رو سے اب جانچ پرکھے، ناپ تولے، کرید کے کھودے جا رہے ہیں۔

روشن دین قادیانی: آپ کی تنگ نظری کا تو یہ عالم ہے کہ آپ ہمیں مرزائی کہتے ہیں، حالانکہ ہم احمدی ہیں۔

راقم: ناراض نہ ہوں کہ یہ آپ کی جماعت کے متعلق مرزائی کا لفظ، ہم مسلمانوں نے نہیں بلکہ آپ نے خود تجویز کیا ہے۔

روشن دین قادیانی: جھوٹ کی انتہا ہو گئی۔

راقم: نہیں سچ کی ابتدا ہے کہ آپ کے مرزا قادیانی کی زندگی میں، قادیان میں آپ کی جماعت کا سالانہ جلسہ ہوا، آپ کا مرزا، آپ کا قادیان، آپ کا سالانہ جلسہ، آپ کا شاعر، آپ کا شعر، آپ کے سامعین، آپ کا مولوی محمد علی ایم اے، اس کے متعلق شاعر نے کہا:

کیا جس نے راز طشت از بام عیسائیت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

(اخبار بدر قادیان، ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء)

مرزا قادیانی کے زمانہ میں، مرزا قادیانی کے قادیان میں، مرزا قادیانی کے جلسہ پر، مرزا قادیانی

کے مرید نے اپنی جماعت کے متعلق مرزائی پکے مرزائی، پکے مرزائی کا لفظ کا استعمال کیا، مرزا قادیانی، آپ کی جماعت نے آج تک ان شعروں پر اعتراض نہ کیا تو یہ میرا قصور نہیں، آپ کی جماعت کا یہ پسندیدہ نام ہے، گھبرائیں نہ، میں حکیم نورالدین کا بھی حوالہ پیش کردوں، وہ بھی کہتے ہیں: میں اور اکثر عقلمند مرزائی... (کلمۃ الفصل ص:۱۵۳)

روشن دین قادیانی: نا، نا، نا مولانا! بس مجھے اجازت، میں پھر حاضر ہوں گا۔

راقم: آپ کی مرضی اگر جانا چاہیں تو بخوشی جاسکتے ہیں، آپ کو میں پابند نہیں کرسکتا مگر کنری ضلع میرپورخاص سندھ کی ایک بات سن لیں۔

روشن دین قادیانی: نا، نا، نا نہ مجھے اجازت۔

یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے، راقم نے مٹھائی کا لفافہ ان کے ہاتھ میں تھمادیا، انہوں نے کہا کہ اچھا آپ نہ رکھیں کسی کو دے دیں، فقیر نے عرض کیا کہ مرزائی جماعت میں اس کے بے شمار غریب لوگ مستحق موجود ہیں، ان کو آپ اپنے ہاتھوں سے دے دیں۔

روشن دین قادیانی: اچھاجی اجازت۔

راقم: ٹھیک ہے، راقم سائیکل اٹھا کر سڑک پر لے گیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب ظفر بھی ہمراہ الوداع کہنے کے لئے گئے، جاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جی میں پھر حاضر ہوں گا، راقم نے عرض کیا کہ میں آپ کے لئے سراپا انتظار ہوں، مگر راقم کا وجدان کہتا ہے کہ سینکڑوں مرزائی مبلغین یہ وعدہ کرکے گئے مگر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا، ان کی بھی حالت یہی ہوگی، خدا کرے آجائیں، اگر تشریف لائیں گے تو بخاری کے خدام پھر بھی حاضر دیدہ باید، ان کو رخصت کرکے آئے تو مولانا عبدالرحمن صاحب ظفر نے کہا کہ وہ کنری کا آپ کیا واقعہ سنانا چاہتے تھے جو انہوں نے نہ سنا۔

فقیر نے عرض کیا کہ ہوا یوں کہ آج سے برسوں پہلے کنری سندھ میں ایک مسلمان لوہار کی دکان پر ایک مرزائی آ گیا، اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی مدح و توصیف شروع کردی اور کہا کہ مرزا قادیانی تمام نبیوں کا سردار تھا، مسلمان لوہار دستے والی کلہاڑی کی دھار تیز کرتا رہا، جب مرزائی مبلغ کی تبلیغ کرتے کرتے منہ میں جھاگ تیرنے لگی تو مسلمان نے کلہاڑی لہرا کر مرزا قادیانی کو برا بھلا کہنا شروع کردیا اور مرزائی سے مطالبہ کیا کہ جو گالیاں مرزا قادیانی کو میں نے دی ہیں، تم بھی دہراتے چلو تاکہ سبق یاد ہوجائے، مرزائی ڈر کے مارے گفتنی و ناگفتنی ان گالیوں کی گردان مرزا قادیانی کو سنانے میں مسلمان لوہار سے بھی چند قدم آگے۔

اب مسلمان لوہار نے وہ تیز دھار کلہاڑی مرزائی کے ہاتھ تھمادی اور گردن جھکا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا کہ آپ مجھ سے یہ مطالبہ کریں کہ میں نعوذباللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کروں ورنہ کلہاڑی آپ کے ہاتھ میں ہے، یہ کہہ کر لوہار رو پڑا کہ میں مرجاؤں گا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا قبول کرلوں گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا تصور بھی نہیں کرسکتا، یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مرزائی مبلغ، آپ کے اور ہمارے سچے جھوٹے ہونے کی یہی دلیل ہے، سچے ہی کی توہین ناقابل برداشت، جھوٹے کی جتنی توہین کیے جاؤ، اس جھوٹے کے ماننے والوں پر اس کا اثر نہ ہوگا۔

قارئین کی دلچسپی و معلومات کے لئے وہ حوالے نقل کردیتا ہوں جو روشن دین نے تحریر کے خوف سے دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی، اکمل کے شعر اخبار بدر قادیان شمارہ نمبر ۴۳، جلد: ۲، تاریخ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں ہے۔ اخبار دفتر ختم نبوت ملتان میں اصل موجود ہے، ان شعروں کو غلط کہنے کی تفصیل قاضی نذیر مرزائی کی احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک میں بشیرالدین محمود کا انکار اور ان اشعار سے اظہار لاتعلقی اس میں موجود ہے، جبکہ ان اشعار کی تحسین اور تعریف از مرزا غلام احمد قادیانی اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۲/ اگست ۱۹۴۴ء جلد: ۳۲، شمارہ ۱۹۶ میں دیکھی جاسکتی ہے، یہ اخبار بھی اصل دفتر ختم نبوت ملتان میں موجود ہے، اب مرزائی احباب بھی ہر سہ حوالہ جات دیکھ کر فیصلہ کرلیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا بشیرالدین محمود میں سے کون جھوٹا تھا؟ اس لئے کہ مرزا قادیانی ان شعروں کو صحیح کہتا ہے، بیٹا غلط، کیا انصاف پسند مرزائی اس کی وضاحت کریں گے؟ تاقیام قیامت مرزائی حضرات پر میرا یہ قرض ہے۔ الیس منکم رجل رشید۔ ☆☆☆

سہ روزہ رد قادیانیت کورس

کراچی... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۲، ۲۳، ۲۴/ فروری بروز پیر، منگل اور بدھ سہ روزہ رد قادیانیت کورس جامعہ انوارالصحابہؓ سکاؤٹ کالونی گلشن اقبال میں رکھا گیا۔ پہلے روز مجلس کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے کورس کی غرض و غایت اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی۔ بعدازاں مناظر اسلام، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قادیانیوں کے عقائد و نظریات پر تفصیلی گفتگو کی اور مرزائیوں کے اعتراضات کے جوابات دیئے، نیز مرزائیوں کی کتابوں سے ان پر الزامی اعتراض بھی کئے۔ دوسرے دن حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام پر مدلل مفصل روشنی ڈالی۔ تیسرے دن مولانا قاضی احسان احمد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے امام مہدی علیہ الرضوان کی آمد کے موضوع پر سیر حاصل بحث کی اور طلباء کو تحفظ ختم نبوت کے لئے تیار کیا۔

ختم نبوت کوئز پروگرام برائے طالبات

رپورٹ: بنت فرحت اللہ

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کوئز پروگرام سعید آباد بلدیہ ٹاؤن میں منعقد کیا گیا۔ ختم نبوت کوئز پروگرام برائے طالبات دو مرحلوں میں منعقد ہوا۔

پہلے مرحلے میں ۱۱۸ اسکولوں کی ۴۲۶ طالبات نے انٹری ٹیسٹ میں شرکت کی، پروگرام میں ایجوکیشنل کیئر، اقرأ فریدیہ، کریسنٹ پبلک، پبلک آئیڈیل، سٹی گورنمنٹ اسکول چاندنی چوک، گریس فل، سندھ پبلک، پریمئر گرامر، گلشن اسلامیہ، رشید پبلک، پریذیڈنٹ ٹائم، ایم ڈی کیمبرج، البدر سیکنڈری، صادق میموریل، محسن چلڈرن، الحبیب اقرأ اکیڈمی، پرائم اسٹار اور اقرأ فرقانیہ اکیڈمی کی طالبات نے شرکت کی۔ انٹری ٹیسٹ کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مقرر کردہ معلمات نے کی۔ ۵۰% سے ۷۰% نمبر حاصل کرنے والی طالبات کو اسکول میں ہی انعامات دیئے گئے، جبکہ ۷۰% سے زائد نمبر حاصل کرنے والی ۱۴۸ طالبات کو فائنل مرحلہ کے لئے منتخب کیا گیا تمام طالبات کا انٹری ٹیسٹ ۱۱ اور ۱۲ فروری کو ان کے اسکول میں ہی لیا گیا۔

دوسرا مرحلہ ۲۰/فروری ۲۰۱۰ء کو کیو آئی میرج ہال سعید آباد میں دوسرا مرحلہ مکمل شرعی ماحول میں باپردہ منعقد ہوا۔ ۱۴۸ طالبات کے علاوہ بڑی تعداد میں فی میل ٹیچرز و خواتین شریک تھیں، شرکاء پروگرام کی تعداد ۳۰۰ سے زائد تھی۔

ساڑھے نو بجے تلاوت کلام پاک و نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پروگرام کا آغاز ہوا، اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا، ناک آؤٹ سسٹم کی بنیاد ہونے کے باوجود طالبات بھرپور تیاری کے ساتھ شریک تھیں، مقابلہ میں شریک ۱۴۸ طالبات میں سے ۱۷ طالبات نے تمام سوالوں کے درست جواب دیئے اور ڈھیر سارے قیمتی انعامات حاصل کئے۔

پروگرام میں عمومی انعامات کے علاوہ ۳ بمپر پرائز (سلائی مشین) کی قرعہ اندازی ان ۱۷ طالبات کے مابین ہوئی جو انٹری ٹیسٹ اور زبانی سوالات میں سو فیصد کامیاب رہیں، گویا ان میں سے ہر طالبہ شعور ختم نبوت اور فتنہ مرزائیت نامی رسالہ کی حافظہ تھی۔

پہلے بمپر پرائز کے لئے ایجوکیشنل کیئر چلڈرن اکیڈمی کی علما بنت عبداللہ، دوسرے کے لئے رشید پبلک سیکنڈری اسکول کی اقصیٰ بنت جاوید اور تیسرے کے لئے البدر سیکنڈری اسکول کی گل حسینہ بنت بادشاہ خان کا نام نکلا۔

پروگرام میں معزز مہمان خواتین اہلیہ مولانا قاضی احسان احمد اور اہلیہ سیّد انوار الحسن نے اپنے

بمپر پرائز جیتنے والی طالبات علما، اقصیٰ اور گل حسینہ کے تاثرات

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بہت زیادہ مشکور ہوں جنہوں نے اتنے اعلیٰ معیار کا کوئز پروگرام منعقد کیا، تمام طلبہ کو بھرپور تیاری سے ختم نبوت کے پروگراموں میں شرکت کرنی چاہئے۔

(علما بنت عبداللہ، ایجوکیشنل کیئر چلڈرن اکیڈمی)

☆ پروگرام مجھے بہت زیادہ پسند آیا، قادیانی فتنے کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہوئیں، اللہ تعالیٰ ختم نبوت کی تحریک کو بہت زیادہ ترقی دے۔

(اقصیٰ بنت جاوید، رشید پبلک سیکنڈری اسکول)

☆ میں اپنے اساتذہ کی بہت زیادہ مشکور ہوں جنہوں نے میری راہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی، انعامات کے علاوہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ختم نبوت کوئز پروگرام میں طالبات کی کثیر تعداد شریک تھی۔

(گل حسینہ بنت بادشاہ خان، البدر سیکنڈری اسکول)

دست مبارک سے اول، دوم اور سوم آنے والی طالبات کو پرائز پیش کیے۔

اسٹیج سیکریٹری کے فرائض اقرأ قرآنیہ اکیڈمی کی معلمہ اور ان کی معاونین ٹیچرز نے انجام دیئے۔

پروگرام کے درمیان میں مہتمم دارالعلوم صفہ شیخ الحدیث مولانا قاری حق نواز صاحب کا مختصر ایمان افروز بیان ہوا جبکہ مولانا سعید الرحمٰن منتظمین کی حوصلہ افزائی کے لئے شریک تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے طالبات، معلمات اور پرنسپلز کا شکریہ ادا کیا۔ سابق رکن سندھ اسمبلی حافظ محمد نعیم صاحب کی دعا سے یہ پُر رونق پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ تمام خواتین وحضرات کی کوششوں کو قبول و منظور فرمائے اور آخرت میں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

وہ طالبات جو سو فیصد کامیاب رہیں

۱:..... ماریہ بنت ظفر (گریس فل گرامر اسکول)

۲:..... روبینہ بنت قمر زمان (اقرأ قرآنیہ اکیڈمی)

۳:..... علما بنت عبداللہ (ایجوکیشنل کیئر چلڈرن اکیڈمی)

۴:..... فرح بنت نور اسلم (البدر سیکنڈری اسکول)

۵:..... گل حسینہ بنت بادشاہ خان (البدر سیکنڈری اسکول)

۶:..... فاطمہ بنت سلطان خان (سندھ پبلک سیکنڈری اسکول)

۷:..... صابرہ کنول (الحبیب اقرأ اکیڈمی)

۸:..... اریبہ شہزادی بنت محمد ریاض خان (الحبیب اقرأ اکیڈمی)

۹:..... اقصیٰ بنت محمد جاوید (رشید پبلک سیکنڈری اسکول)

۱۰:..... آمنہ بنت محمد فاروق (رشید پبلک سکول)

۱۱:..... سلمہ بنت عبدالقیوم (رشید پبلک اسکول)

۱۲:..... عروج بنت محمد امجد (کریسنٹ پبلک اسکول)

۱۳:..... ماریہ بنت محمد مصطفیٰ (کریسنٹ پبلک اسکول)

۱۴:..... لاریب بنت امجد حسین (کریسنٹ پبلک اسکول)

۱۵:..... روا بنت جہانگیر (کریسنٹ پبلک اسکول)

۱۶:..... منیبہ بنت آصف محمود (کریسنٹ پبلک اسکول)

۱۷:..... عائشہ بنت فاروق (گریس فل گرامر اسکول)

بلال نامی شخص مرزا بشیر کا پوتا ہے نہ مسلمان ہوا: مولانا الیاس چنیوٹی

مرزا کے خاندان میں بلال نام کا کوئی فرد موجود نہیں، قادیانی بلال چناب نگر کا رہائشی ہے

بلال کے قادیانی ہونے کا ریکارڈ موجود ہے، بعض لوگ اسے ایوارڈ دینا چاہتے ہیں، باز رہیں

حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگائے، رکن پنجاب اسمبلی کی "اسلام" سے بات چیت

ملتان (عرفان احمد عرانی) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر، پنجاب اسمبلی کے ممبر مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے انکشاف کیا ہے کہ مرزا بشیر الدین کا پوتا بلال احمد کا مسلمان ہونا صرف فراڈ ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے نے روزنامہ اسلام سے بات چیت کرتے ہوئے پوری ذمہ داری سے وضاحت کی کہ یہ خبر آج کل بڑی گردش کر رہی ہے کہ قادیانی فتنے کا سربراہ مرزا بشیر الدین کا پوتا بلال احمد مسلمان ہو گیا، اس خبر کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مرزا بشیر الدین کے خاندان یا شجرۂ نسب میں بلال نامی فرد کا کوئی وجود نہیں ہے، اس لئے بلال نامی شخص مرزا بشیر الدین کا پوتا نہیں ہے فراڈیہ ہے جو مختلف نام اور روپ دھار کر چندہ بٹورنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ مولانا الیاس چنیوٹی نے بتایا کہ بلال نامی شخص چناب نگر کا رہائشی اور اب بھی قادیانی ہے۔ واقف حال اس کو اچھی طرح جانتے ہیں اس نے ۱۹۹۶ء میں بھی مسلمان ہونے کا ڈرامہ رچانے کی کوشش کی تھی۔ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ کے پاس اس کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔ مولانا الیاس چنیوٹی نے مزید کہا کہ مسلمان فراڈیے بلال کے جھانسے میں نہ آئیں اس کو ہرگز پروٹوکول نہ دیں، پرنٹ الیکٹرانک میڈیا بلال نامی فراڈیہ قادیانیت سے تعلق رکھتا ہے۔ مولانا الیاس چنیوٹی نے کہا کہ بعض لوگ اس فراڈیے کو امام بنانے اور ختم نبوت ایوارڈ دینے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم انہیں خبردار کرتے ہیں کہ بلال فراڈیہ کا مرزا خاندان سے کوئی تعلق نہیں اور وہ بدستور قادیانی ہے، اس سے بچا جائے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس سے بچایا جائے۔ مولانا الیاس چنیوٹی نے کہا کہ قادیانی پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ فوج میں تعینات قادیانیوں کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۱/فروری ۲۰۱۰ء)

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنسیں

رپورٹ: مولانا توصیف احمد

کراچی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی کے مختلف مقامات پر ۲۱ تا ۲۶/ فروری ۲۰۱۰ء سیرت خاتم الانبیاء کانفرنسیں منعقد کی گئیں، جس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی اور عوام الناس کو فتنہ قادیانیت کی سنگینی اور قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ کیا، چنانچہ اس سلسلہ کا پہلا پروگرام ۲۱/ فروری بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد فاطمہ میٹرو ول سائٹ میں منعقد ہوا۔ مولانا قاری احسان اللہ نقشبندی کی مسحور کن آواز میں تلاوت سے آغاز ہوا، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا قاضی احسان احمد کے سپرد تھے، انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں سامعین کو گرمائے رکھا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے عظمت قرآن پر خطاب فرمایا، شرکائے کانفرنس کو مشفقانہ مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح ہم اپنے بچوں کی دنیاوی فلاح و بہبود کے پیش نظر عصری تعلیم پر خصوصی توجہ دیتے ہیں، اچھی ملازمت کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہیں تاکہ دنیا کی عارضی زندگی سکون و اطمینان سے گزر جائے، اس سے کہیں زیادہ ہمیں اپنی دائمی زندگی کے لئے تگ ودو کرنے کی ضرورت ہے، چند روزہ زندگی تو جیسے تیسے گزر ہی جائے گی، آخرت کی مشکل گھاٹیوں کے لئے ہمیں اپنی اولاد کو قرآن کریم کی تعلیمات سے مزین کرنا چاہئے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ رب العزت اپنی خدائی میں وحدہ لاشریک ہیں، اسی طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی مصطفائی میں وحدہ لاشریک ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، منکرین ختم نبوت ملعون قادیانیوں کا ہر جگہ تعاقب جاری رہے گا۔ راقم الحروف نے بھی سامعین کو قادیانیوں کی قرآن و حدیث اور امت مسلمہ کے متفقہ فیصلے سے بغاوت سے آگاہ کیا اور پُرزور اپیل کی کہ قادیانی کمپنیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے، اس پروگرام میں علاقہ بھر کے لوگوں نے ذوق وشوق سے شرکت کی، جامع مسجد اور صحن کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

دوسرا پروگرام ۲۲/ فروری بروز پیر بعد نماز عشاء جامع مسجد باب رحمت شادمان ٹاؤن نمبر ۲ میں انعقاد پذیر ہوا، جس کی صدارت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی راہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، قیامت تک کوئی نیا نبی منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے امت محمدیہ میں پیدا ہونے کی دعائیں مانگیں مگر قادیانیوں کی بدقسمتی دیکھئے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پانے کے باوجود، پیغمبر اسلام سے بغاوت کرکے مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ نجات آخرت صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے۔ جامعہ تیسیر القرآن کے مہتمم مولانا مفتی سید نجم الحسن نے اپنے بیان میں کہا کہ مشرکین مکہ کو قرآن نے چیلنج دیا کہ اگر یہ انسانی کلام ہے تو اس جیسا کلام پیش کریں، مگر اہل عرب اپنی تمام تر فصاحت و بلاغت کے باوجود قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کی مثل لانے سے قاصر رہے، چودہ سو سال سے قرآن کا یہ چیلنج اب بھی برقرار ہے۔ قرآن کریم ختم نبوت کا اعجاز ہے۔ قرآن آخری آسمانی کتاب ہے۔ مجلس کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرکے امت مسلمہ کو درد و کرب میں مبتلا کردیا۔ انہوں نے منکرین ختم نبوت سے کہا کہ مرزا قادیانی کے مکر وفریب اور دجل و تلبیس سے چھٹکارا پاکر دامن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوجائیں، اسی میں دنیا و آخرت کی

بھلائی ہے۔ انہوں نے سامعین سے پُرزور درخواست کی کہ قادیانی کمپنیوں کی مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں کیونکہ یہ کمپنیاں اپنی آمدنی کا خاطر خواہ حصہ قادیانیت کے فروغ اور مسلم نوجوانوں کو گمراہ کرنے میں خرچ کرتی ہیں۔مولانا سعد اللہ اور راقم الحروف نے بھی خطاب کیا جبکہ تلاوت کلام پاک قاری احسان اللہ نقشبندی نے اپنی پُرسوز آواز میں کی۔ آدھی رات کے بعد حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا پروگرام: ۲۳/فروری بروز منگل بعد نماز عشاء پیر طریقت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ کی زیر سرپرستی جامعہ مصباح العلوم محمودیہ و جامع مسجد مریم منظور کالونی میں رکھا گیا۔مولانا قاری احسان اللہ نقشبندی نے تلاوت کلام پاک سے سامعین کے دل موہ لئے۔نعت شریف امان اللہ قاضی اور عرفان نے پیش کی۔راقم الحروف نے اپنے بیان میں کہا کہ مرزا قادیانی کی ذریت مسلمانوں کو خصوصاً نوجوان نسل کو گمراہ اور مرتد کرنے پر تلی ہوئی ہے اور مسلمان چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں۔بعض روشن خیال اور قادیانیت نواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو پس پشت ڈال کر قادیانیت کی وکالت اور ان کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں سے متعلق اپنے رویہ کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی نبوت کی سرکوبی کے لئے حضرت فیروز دیلمیؓ کو روانہ فرمایا، جنہوں نے اس جھوٹے مدعی نبوت کا سرقلم کیا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کرکے امت مسلمہ کے لئے ایک راہ متعین فرمادی۔امت نے کسی دور میں بھی جھوٹے نبی کو برداشت نہیں کیا۔

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص وصف عطا فرمایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کو عطا نہیں کیا گیا، وہ کمال منصب ختم نبوت ہے۔ آپؐ نے مشرکین سے حدیبیہ میں، عیسائیوں سے نجران میں اور یہودیوں سے خیبر میں صلح کی ہے مگر اپنے باغیوں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی سے صلح نہیں کی۔ اس لئے منکرین ختم نبوت قادیانیوں سے ہرگز صلح نہیں ہوسکتی۔شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے پُرجوش اور دلائل و براہین سے مزین خطاب میں فرمایا کہ قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین واہانت کا دوسرا نام ہے۔مرزا قادیانی ملعون کو اپنے آپ کو ''محمد رسول اللہ'' باور کراتے ہوئے ذرا شرم و حیاء اور غیرت نہیں آئی، اپنے ماننے والوں کو صحابہ، اپنی بیویوں کو ام المومنین کہتے ہوئے پیشانی عرق ریز نہیں ہوئی۔مولانا نے کہا کہ سانپ اور بچھو سے صلح ہوسکتی ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے کسی صورت صلح نہیں ہوسکتی۔ حضرت مولانا جلال پوری مدظلہ کی دعا پر یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

چوتھا پروگرام: ۲۴/فروری کو سیرۃ خاتم الانبیاء کانفرنس منعقدہ جامع مسجد گلشن جامی ماڈل کالونی میں خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا ہر جگہ تعاقب کریں گے۔ قانون توہین رسالت میں ترمیم و تنسیخ ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی۔ مسلمان، پیغمبر اسلام کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم جیسا معجزہ عطا فرمایا، جس میں قیامت تک کوئی ردوبدل نہیں ہوگا، جو لاکھوں کروڑوں سینوں میں محفوظ ہے، اس کے برعکس توراۃ، انجیل، زبور اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں۔مولانا نے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو قرآن بھی ان آسمانی کتابوں کی طرح محفوظ نہ رہتا۔منکرین ختم نبوت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ مبلغ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ گستاخ رسول راجپال اور نتھو رام کی گستاخیوں کا جواب دینے کے لئے غازی علم الدینؒ اور غازی عبدالقیومؒ جیسے عاشق رسول پیدا ہوتے رہے ہیں۔ آج بھی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند میدان عمل میں موجود ہیں۔انہوں نے سامعین سے اپیل کی کہ قادیانی گستاخوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ بعدازاں مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت کا افتتاح ہوا۔کانفرنس سے راقم الحروف کے علاوہ مفتی نعیم صاحب نے بھی خطاب کیا، جبکہ تلاوت قرآن پاک مولانا قاری احسان اللہ نقشبندی نے اپنی خوبصورت آواز میں کی۔

پانچواں پروگرام: ۲۵/فروری بروز جمعرات بعد نماز عشاء اسمٰعیل ٹاؤن مصطفیٰ مسجد میں منعقد کیا گیا۔اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد اسحاق نے انجام دیئے۔تلاوت قاری احسان اللہ نقشبندی نے کی اور ایک سماں باندھ دیا، سامعین نے بہت داد دی بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ قاضی احسان احمد نے اپنی جوشیلی تقریر میں کہا کہ ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں، ہر قسم کے حالات برداشت ہیں مگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی برداشت نہیں۔ آخر میں خصوصی خطاب مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا، انہوں نے کہا کہ آپ کی سیرت بیان کرنے کا حق آج تک کسی نے ادا نہیں کیا، مولانا نے کہا کہ نبی بہادر ہوتا ہے،

بزدل نہیں ہوتا اور مرزا غلام احمد قادیانی سب سے بڑا بزدل تھا، نبی امانت دار ہوتا ہے جبکہ مرزا قادیانی خائن تھا، مرزا اپنے دادے کی پینشن کھا گیا، لوگوں سے پچاس جلدوں کی کتاب لکھنے کے نام پر ایڈوانس رقم لے کر ہڑپ کر گیا۔ مولانا موصوف نے کہا کہ نبی خوبصورت ہوتا ہے، مرزا قادیانی ایک آنکھ سے بھینگا اور ایک ہاتھ منہ تک نہ جاتا تھا۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مرزا قادیانی کے کردار پر تفصیلی گفتگو اور شرکائے پروگرام کے سامنے مرزے کی ردائے تقدس کو تار تار کر دیا۔ یہ پروگرام تادیر جاری رہا۔

چھٹا پروگرام: ۲۶/فروری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء جامع مسجد محمود و برکات مدینہ کالونی، بجینس کالونی لانڈھی میں منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد عادل نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک قاری عطاء الحق نے جبکہ مولانا احسن رلیہ نے ابتدائی خطاب کیا اور نعت شریف پیش کی۔ ایک ننھے مجاہد محمد عزیر بن مولانا عبدالرزاق نے عشق رسول پر مسحور کن بیان کیا۔ اس موقع پر مولانا قاضی احسان احمد نے آپ کی اس دنیا میں تشریف آوری پر روشنی ڈالی اور انسانیت کی ہدایت کے لئے آپؐ کے جلوہ افروز ہونے کی عظیم نعمت کا تذکرہ کیا۔

انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کی ذمہ داری اور فرض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت و تاج ختم نبوت کا تحفظ کریں اور اسے منکرین ختم نبوت کے دست برد سے بچائیں۔ انہوں نے قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کی اپیل کی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ انبیاء کرام کی شان بہت بلند ہوتی ہے۔ نبوت وہبی ہوتی ہے کسبی نہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے اگر نبوت ملا کرتی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ یا حضرت عمر بن خطابؓ کو ملتی۔ بھانو سے ٹانگیں دبوانے والا ملعون مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو شریف انسان ثابت نہیں کر سکتا۔ مولانا مدظلہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت و کردار کا پوسٹ مارٹم کر کے اہل عقل و دانش کے سامنے پیش کیا اور عدل و انصاف کی درخواست کی۔ رات گئے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ آخر میں ادارہ کے منتظم مولانا عبدالماجد نے مدرسہ کے نئے شعبے ''اقرأ'' کا افتتاح بھی کیا گیا۔

۲۷/فروری بروز ہفتہ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے جامع مسجد بلال ڈرگ روڈ میں بعد نماز عشاء ایک عظیم اجتماع سے خطاب کیا۔ مولانا نے اپنے بیان میں عاشقان مصطفیٰ کا والہانہ انداز میں تذکرہ کیا۔

حضرت زید بن حارثہؓ کے واقعہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت زیدؓ کے جسم کے ایک ایک حصہ کو نہایت بے دردی سے کاٹ دیا گیا، مگر شہید کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ حضرت مولانا مدظلہ نے فتنۂ قادیانیت سے بھی سامعین کو آگاہ کیا۔

۲۸/فروری بروز اتوار حضرت مولانا یحییٰ مدنی مدظلہ کی دعوت پر حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ معہد الخلیل بہادر آباد تشریف لے گئے۔ جامعہ کے اساتذہ کرام اور عزیز طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت اور قادیانیت کا تعاقب وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نوجوان علماء کرام آگے بڑھیں، منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عزائم کے سامنے سد سکندری بن جائیں۔ مولانا مدظلہ نے نہایت دلسوزی سے علمائے کرام کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کا بچہ بچہ اپنے جھوٹے نبی کے دین کا پرچار کرتا ہے۔ ہمارے علماء کرام خصوصاً ائمہ مساجد مہینہ میں کم از کم ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوت پر بیان کیا کریں تاکہ عوام الناس اور نئی نسل اس عقیدہ سے کماحقہ آگاہ ہو جائے اور کوئی قادیانی منحوس ان کو گمراہ نہ کر سکے۔

☆☆..........☆☆

جامع مسجد محمدیہ چناب نگر میں ایک عظیم الشان جلسہ سیرت النبیؐ

چناب نگر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۳۴واں سالانہ عظیم الشان جلسہ سیرت النبی کے عنوان سے معنون بتاریخ ۱۴/ربیع الاول ۱۴۳۱ھ بروز جمعۃ المبارک بمقام جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں منعقد ہوا، جس میں مولانا غلام مصطفیٰ (مبلغ ختم نبوت چناب نگر)، مولانا غلام رسول دین پوری اور شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ بیانات میں مذکورہ حضرات نے سیرت النبی کے حوالے سے مفصل و مدلل گفتگو فرمائی۔ بالخصوص حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے سیرت پر تقریر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات، آپ کی صورت و سیرت، آپ کے چہرۂ انور کے حسن کو بیان فرمایا اور اس کے ضمن میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مقام صحابیت اور آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کا ثواب و مقام، ساتھ ساتھ تصویر کا دوسرا رخ دکھاتے ہوئے قادیانیوں کو مخاطب کر کے کہا: قادیانیو! لاؤ ایسے حسن و جمال، سیرت و کمال والا نبی، چھوڑو عقیدہ ختم نبوت پر شکوک و شبہات کرنا، ہم غلامان ختم نبوت اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت کے افراد ہیں جتنے اعتراضات، شکوک و شبہات لاؤ گے انشاء اللہ ہمارے پاس پر چون نہیں تھوک کے حساب سے جوابات پاؤ گے، لہٰذا مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی پیروی سے تائب ہو جاؤ اور سچے نبی کی ختم نبوت کے زیر سایہ آ جاؤ، اور حاضرین مجلس سے کہا مت دیکھو! ان کی ظاہری خوبصورتی اور ٹیپ ٹاپ کو، ان کے دلوں کی دنیا اجڑی ہوئی ہے آج دنیا میں مارے ندامت کے سر نگوں پھرتے ہیں۔ یہ دنیا کا عذاب ہے اور آخرت کا عذاب عنقریب آنے والا ہے۔ مولانا محمد صابر صفدر نے اسٹیج سنبھالنے کے فرائض سرانجام دیئے جبکہ خطبہ جمعۃ المبارک اور نماز جمعہ کا فریضہ مولانا غلام رسول دین پوری نے سرانجام دیا اور اختتامی دعا حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمائی۔

چوتھی قسط

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر نور الدین عتر

محبتِ رسول ﷺ... ایمان میں سے ہے!

ترجمہ: مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

غزوہ مصطلق میں صحابہ کرام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو المصطلق اپنے سردار حارث بن ابوضرار کی قیادت میں آپ سے جنگ کی تیاری کر رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل اس کے کہ وہ حملہ کریں، آپ نے ان پر حملہ کر دیا، اور بے شمار لوگوں کو قیدی بنالیا، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا، اور ان کی تعداد بھی بہت تھی اور پھر ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، ان غلاموں میں اس قبیلہ کے سردار حارث بن ابوضرار کی بیٹی جویریہ بھی تھی، جویریہ نے اپنے مالک سے (جس کے حصہ میں آئی تھی) مکاتبت کر دی یعنی اس سے یہ معاہدہ کرلیا تھا کہ اگر وہ اتنا مال اسے دے دے گی تو وہ اسے آزاد کر دے گا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جویریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے مکاتبت کے سلسلہ میں مدد کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس سے بھی بہتر صورت پسند کرو گی؟ وہ کہنے لگی، یا رسول اللہ! وہ کیا صورت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہاری کتابت کا سارا مال ادا کر دوں اور تجھ سے نکاح کرلوں، اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایسا کر دیا، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ خبر جب لوگوں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث بن ابوضرار سے شادی کرلی ہے، تو صحابہ کرامؓ فرمانے لگے:

حضرت جویریہ کا قبیلہ، قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے بن گئے ہیں، اور صحابہ کرامؓ نے تمام ان غلاموں کو جن کے وہ مالک بن گئے تھے، آزاد کر دیا یعنی بغیر کوئی بدلہ لئے ہوئے اللہ کے لئے آزاد کر دیا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نکاح سے بنو مصطلق کے ایک سو خاندان آزاد ہوئے اور میں نے اس عورت سے زیادہ اپنی قوم کیلئے برکت والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔

صحابہ کرامؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا خوب محبت ہے، بنی مصطلق کے سو گھرانے یعنی سو خاندان، جن کے افراد کی تعداد سات سو بتائی گئی ہے، جن میں ہر فرد ایک کی قیمت ہمارے آج کے دور میں عمدہ قسم کی گاڑی کے برابر ہے، ان سب کو صرف اس لئے صحابہ کرامؓ نے آزاد کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کی ایک خاتون سے شادی کی ہے، یہ سب ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا نتیجہ تھا، کیوں کہ وہ قبیلہ والے آپ کے سسرال بن چکے تھے۔

غزوہ حدیبیہ میں صحابہ کرامؓ کی آپ سے محبت:

مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو حدیبیہ کے مقام پر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے اور عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اعلان فرما رہے تھے اور عوام وخواص کو تاکید کے ساتھ فرما رہے تھے کہ وہ قتال کے لئے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی تعظیم اور عمرہ ادا کرنے آئے ہیں، ادھر قریش کے نمائندے بھی برابر آ رہے تھے اور اس سلسلے میں گفتگو کر رہے تھے، ان نمائندوں میں ایک عروہ بن مسعود ثقفی بھی تھا اور اس کے مذاکرات بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں میں مذکور اور مشہور ہیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ عروہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو غور سے دیکھ رہا تھا جن کا نقشہ اس نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

”بخدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تھوکتے تو وہ ان صحابہ کرامؓ کے ہاتھ میں پڑتا ہے جسے وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں، جب آپ کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل میں ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، اور جب آپ وضو فرماتے تو قریب تھا کہ اس پانی کو لینے کے لئے جھگڑ پڑیں اور جب آپ گفتگو فرماتے تو وہ سب خاموش ہو جاتے۔ اور ادب وتعظیم کی بنا پر آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔“

عروہ نے واپس جا کر اپنے لوگوں سے کہا: اے میری قوم! بخدا میں بادشاہوں کے دربار میں حاضر

ہواہوں میں قیصر، کسریٰ، اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا، لیکن بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کی رعایا اس کی اتنی تعظیم کرتی ہو جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔

اور عام اوقات میں (صحابہ کرام کی محبت کی) یہ دو مشہور حدیثیں ہیں۔

امام بیہقی نے انصار میں سے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے یا تھوکتے تو آپ کے پانی اور تھوک کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک شخص آگے بڑھتا اور اسے لے کر اپنے چہروں اور جسم پر ملتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ: برکت حاصل کرنے کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کریں تو اسے چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولے، امانت ادا کرے اور اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس لئے تھا کہ صحابہ کرامؓ کے جواب میں محبت جھلک رہی تھی تو آپ نے ان کو ایسے سلوک کی رہنمائی فرمائی جو اس محبت کی طرف لے جانے والا ہے، حالانکہ پہلے سے صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت حاصل تھی، کہ آپ کے بچے ہوئے پانی کو چہروں پر ملتے تھے۔

امام طبرانی نے حضرت عبدالرحمن بن حارث سُلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ: ہم ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے پانی منگایا، اس میں ہاتھ ڈال کر وضو فرمایا، ہم نے وہ پانی لے کر پی لیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے اس عمل پر آمادہ کیا؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول تم سے محبت کریں تو تم (یہ کام کرو) اگر تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو، اور جب بات کرو تو سچ بولو، اور جو تمہارے پڑوس میں آکر رہے اس سے اچھا سلوک کرو۔“

غزوہ حنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار کو خوشخبری دینا

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب حنین کا معرکہ ہوا تو ہوازن اور غطفان وغیرہ قبائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے جانوروں اور عورتوں اور بچوں کے ساتھ آکھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار صحابہ اور مکہ کے نومسلم تھے، جب مقابلہ ہوا تو ابتداء میں صحابہ ادھر ادھر ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رہ گئے، اس موقع پر آپ نے دو الگ الگ آوازیں لگائیں دونوں کو ملایا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں جانب نگاہ فرمائی اور آواز دی: او انصار کی جماعت! تو سب نے بیک آواز جواب دیا: ہم حاضر ہیں یارسول اللہ! آپ خوش ہو جائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں جانب نگاہ فرمائی اور آواز دی: ”او انصار“ تو انصار نے جواب دیا: ہم حاضر ہیں یارسول اللہ! آپ خوش ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اترے اور فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ مشرکین کو شکست ہوئی اور اس دن بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال مہاجرین اور نومسلموں میں تقسیم کردیا اور انصار کو کچھ نہیں دیا تو بعض نوجوان انصار نے کہا: سختی کے وقت تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور مال غنیمت دوسروں کو دیا جاتا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کا یہ مقولہ پہنچا تو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں جمع کرکے فرمایا: اے انصار کی جماعت! مجھے کیا بات پہنچی ہے؟ وہ خاموش ہوگئے، پھر آپ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ تو دنیا لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے کر اپنے گھروں کو جاؤ؟ سب نے جواب دیا: کیوں نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا“۔

قبیلہ ثقیف اور ہوازن وغیرہ اپنے ساتھ معرکہ میں مال مویشی عورتیں اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائے تھے تاکہ ان کی موجودگی میں خوب جوش سے لڑیں اور شکست سے بچ جائیں، لیکن اس کے برعکس وہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت کے طور پر آگیا، یہاں تک کہ قیدیوں اور غلاموں سے گھر، جھونپڑیاں اور خیمے بھر گئیں، لیکن مہاجرین اور انصار قیدیوں اور غلاموں میں اپنا حصہ وصول کرنے سے دستبردار ہوگئے، اس طرح وہ سب آزاد ہوگئے، اور یہ سب صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا، اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت کی دلیل ہے۔

اسی واقعہ کے ساتھ یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ”صفا“ پر کھڑے ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمانے لگے، انصار آپ کو غور سے دیکھ رہے تھے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ ایسا تو نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جب اللہ تعالیٰ ان کے شہر اور سرزمین کو فتح فرمادے تو آپ یہاں ہی اقامت فرمالیں؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ ہوئے تو انصار سے فرمایا: تم کیا بات کر رہے تھے؟ انصار نے عرض کیا: کوئی خاص بات نہیں تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اصرار فرماتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی بات ظاہر کردی، اس پر نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاذ اللہ! میرا تو جینا بھی آپ کے ساتھ اور مرنا بھی آپ کے ساتھ ہے۔''

اس واقعہ میں انصار کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس بات کا خوف کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑ نہ دیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے محبت واضح ہے۔ اور اس میں آپ کا غیب کی خبر دینا معجزہ ہے، کیوں کہ کسی شخص کو معلوم نہیں کہ کس زمین میں اس کی وفات ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کی محبت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے سے آگے بڑھنا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن ہم مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے تھے، ایک جماعت انصار کی، ایک مہاجرین کی، ایک بنو ہاشم کی، پس ہماری آپس میں بحث چھڑ گئی کہ ہم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہے۔

ہم نے کہا: ہم انصار کی جماعت آپ پر ایمان لائے، آپ کی اتباع کی، آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا، اور ہماری جماعت دشمن کے سامنے رہی، لہذا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور آپ کے زیادہ محبوب ہیں۔

ہمارے بھائی مہاجرین نے کہا کہ: ہم وہ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہجرت کی، اپنے قبیلے، بیوی، بچوں اور اموال کو چھوڑا، اور جس جگہ آپ حاضر ہوئے ہم بھی حاضر ہوئے اور جن غزوات میں آپ حاضر ہوئے ہم بھی حاضر ہوئے، لہذا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہیں۔

ہمارے بھائی بنو ہاشم نے کہا کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لوگ ہیں،، اور ہم ان تمام جگہوں پر حاضر ہوئے جہاں آپ حاضر ہوئے اور تمام غزوات میں جہاں آپ شریک ہوئے ہم بھی شریک ہوئے، لہذا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور آپ کے زیادہ محبوب ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم لوگ کچھ باتیں کر رہے تھے؟ تو ہم نے اپنی باتیں آپ کے سامنے پیش کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم نے سچ کہا، کون ہے جو تمہاری بات کو رد کرے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مہاجر بھائیوں کی گفتگو بھی سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے، کون ہے جو ان کی بات کو رد کرے۔ اور ہم نے آپ کو بنو ہاشم کی گفتگو سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے کون ہے جو ان کی بات کو رد کرے؟

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم میں فیصلہ نہ کروں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! میں تو آپ ہی کا بھائی ہوں، انصار نے '' اللہ اکبر '' کا نعرہ لگایا۔ اور اے مہاجرین کی جماعت! میں تو آپ میں سے ہوں، انہوں نے بھی ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا، اور اے بنو ہاشم! آپ تو مجھ سے ہیں اور میرے ساتھ ہیں پس ہم اس حال میں مجلس سے اٹھے کہ ہم سب خوش تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غبطہ کر رہے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کے مظاہر میں سے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: ''جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے اس دن مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس دن ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا (کہ وہ کب آئے گی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: کچھ نہیں، مگر میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے اس کی رفاقت نصیب ہوگی جس سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ۔ کسی چیز سے اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے خوش ہوئے کہ '' انت مع من احببت '' تجھے اس کی رفاقت نصیب ہوگی جس سے تجھے محبت ہے۔

یہ حدیث بیان کر کے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، ابو بکرؓ و عمرؓ سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میری اس محبت کی وجہ سے ان سے رفاقت نصیب ہوگی اگر چہ میں ان جیسے اعمال نہ کر سکوں۔''

اور حدیث میں بھی یہ الفاظ آئے ہیں: ''المرأ مع من احب'' اور اس کے آخر میں بھی اس طرح کے جملے آئے ہیں۔

یہی حال سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا، اس میں حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا قول بھی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یعنی صحابہ کرام کو اپنے مال، اپنی اولاد، اپنے باپ اور ماں سے بھی زیادہ محبوب تھے اور اس ٹھنڈے پانی سے بھی جو سخت پیاس کے بعد پیا جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فرمانا ہے "احب الینا" سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، کیوں کہ جب کوئی صحابی جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے، جیسے یہاں استعمال ہوا ہے تو وہاں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہیں۔ (جاری ہے)

اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ! تجھ سا حکمراں درکار ہے

مفتی نسیم احمد فریدیؒ

خود سری ہے، گرم جور و ظلم کا بازار ہے
اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تجھ سا حکمراں درکار ہے

ایک وہ سرکار، عدل و امن کی ضامن تھی جو
ایک یہ سرکار، جو بس نام کی سرکار ہے

بعد صدیق رضی اللہ عنہ معظم بہرِ تعمیر حیات
ساری امت کا عمر رضی اللہ عنہ ہی قافلہ سالار ہے

چاہیئے تنظیم ملت کے لئے عقل سلیم
وہ عمر رضی اللہ عنہ کا سا تدبر پھر ہمیں درکار ہے

سارے انسانوں کو امن و عدل جو دیتے رہے
اپنی ملت کی حفاظت خود انہیں دشوار ہے

غیر کے دھوکے میں آکے اپنی ملت کو نہ بھول
عظمت فاروق رضی اللہ عنہ کا تجھ کو اگر اقرار ہے

اے فلک چشم حقارت سے فریدیؔ کو نہ دیکھ
ہے یہ فاروقی، غلام سیّدِ ابرار صلی اللہ علیہ وسلم ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کوئز پروگرام برائے طالبات بلدیہ ٹاؤن کی تصویری جھلکیاں